https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
اگست ۲۰۲۵ء

الاشرف

کراچی
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- سماع اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ
- کیا پاکستان اس لیے بنا ہے؟
- کشف المحجوب

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

صفر المظفر ۱۴۴۷ھ اگست ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۸

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطبِ ربانی حضرت ابومخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811 | 021-36600676

قیمت =/40 روپے | سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ، امام اہلسنت امام احمد رضا خان قدس سرہ	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	8
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	9
محبتِ رسول ﷺ	جناب صابر علی چشتی صاحب	11
سماع اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ	اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ	14
نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط: ۸)	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	17
کیا پاکستان اس لیے بنا ہے؟	جناب جاوید چوہدری صاحب	20
دریچے اُن کی یادوں کے	حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ	22
کشف المحجوب	جناب عبدالستار طاہر صاحب	29
حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ... (قسط: ۴)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	26
عرفانِ شریعت... فقہی سوالات کے جوابات	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	33
مکتوبِ حبیب	جناب حبیب اشرف صبوحی صاحب	37
خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ.. حضرت مولانا غلام صابر اشرفی مدظلہ العالی	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	38
تبصرہ ''تذکرہ حضرت سیدنا علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	40
موٹاپا... فاقہ کشی موٹاپے کا علاج نہیں ہے	حکیم عبدالحنان صاحب	42
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	46

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

مداحِ حبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ

درد اپنا دے اس قدر یارب
نہ پڑے چین عمر بھر یارب

میری آنکھوں کو دے وہ بینائی
تُو ہی آئے مجھے نظر یارب

وِرد میرا ہو تیرا کلمۂ پاک
جب کہ دنیا سے ہو سفر یارب

جان نکلے تو اس طرح نکلے
تیرے دَر پر ہو میرا سر یارب

کرتے ہیں صبح وشام لیل ونہار
تیری تسبیح خشک و تر یارب

اُن کا اور اُن کی آل کا صدقہ
خاتمہ تُو بخیر کر یارب

زیر ہر دَم رہیں تیرے دشمن
دِین تیرا رہے زَبر یارب

قادِری ہے جمیلؔ اے غفار
سب گنہ اس کے عفو کر یارب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعتِ رسول

امام اہلسنت حضرت شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دِن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قُدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم
جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ اس مملکتِ خداداد پاکستان کے لیے لاکھوں انسانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ کتنی عزتیں لٹیں، کتنے بچے یتیم ہوئے، کتنی عورتیں بیوہ ہوئیں اور ایک بہت بڑی تعداد نے ہجرت کی۔ اس ملک کے قیام کا مقصد صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نظام کی بالا دستی تھا یعنی ایک ایسا ملک وجود میں آئے جہاں اسلامی نظام نافذ ہو۔ اسلام کے نام پر بننے والا پوری دنیا میں یہ پہلا ملک تھا۔ اسی لیے اس وقت یہ نعرہ لگایا گیا "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تحریکِ پاکستان کے جو لیڈر تھے قائد اعظم محمد علی جناح، نواب زادہ لیاقت علی خان، سردار عبد الرب نشتر اور ان کے علاوہ جتنے بھی رہنماء تھے۔ وہ سب پُر خلوص تھے اور اس پر سونے پہ سہاگا یہ ہوا کہ علمائے اہلسنت نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علماء نے اپنے تلامذہ اور مشائخ نے اپنے مریدین و معتقدین کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا۔ عوامِ اہلسنت نے علماء و مشائخ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بھرپور انداز میں اس تحریک کو چلایا۔ ان علماء و مشائخ میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اشرفی، محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی المعروف محدثِ کچھوچھوی مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی، قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی، مصنف بہارِ شریعت صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، حضرت علامہ حشمت علی صاحب، حضرت مولانا عارف اللہ شاہ قادری، مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ کثیر علمائے اہلسنت نے تحریک پاکستان کی حمایت کی اور اس سلسلے میں بنارس سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ:

"اگر قائد اعظم مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائیں تب بھی ہم پاکستان بنا کر ہی دم لیں گے"۔ ان تمام کی کوششوں، کاوشوں اور قربانیوں کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا لیکن افسوس کہ پاکستان بننے کے ایک سال بعد بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رخصت ہو گئے۔ ان کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خان

https://www.ashrafia.net

نے اس ملک کی بھاگ دور سنبھالی لیکن پھر کچھ عرصہ بعد ان کو بھی گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ پھر اس ملک کو ان لوگوں نے سنبھالا جن کا اس کے بنانے میں کوئی کردار نہیں تھا۔ جو شخص محنت اور کوشش کر کے کسی چیز کو بناتا ہے وہی اس کو ٹوٹنے سے بچاتا بھی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ بدقسمتی سے اس ملک کو بنانے والے اس کی خاطر قربانی دینے والے اور مال و دولت، گھر بار سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کرنے والے آہستہ آہستہ رخصت ہو گئے اور ان لوگوں نے اقتدار پر قبضہ کیا ۔جن کو اس ملک سے کوئی خاص محبت یا لگاؤ نہیں تھا اور نہ انہوں نے اس کے لیے کسی قسم کی قربانی دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پھر غلط پالیسی کی وجہ سے ملک ۲ ٹکڑے ہو گیا۔ انتشار و افتراق بڑھ گیا، تعصب، اقربا پروری نے جنم لیا اور ملک ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہو گیا۔ آج پاکستان کو بنے ہوئے 78 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکے بلکہ I.M.F کے محتاج ہیں۔ ان 78 سالوں میں کچھ حکمران ایسے بھی آئے کہ جنہوں نے اس ملک کو ترقی دینے کی کوشش کی اور کافی حد تک اس کو سنبھالا لیکن پھر وہی ٹولا اقتدار پر قابض ہو گیا جن کو سوائے اپنے بینک بیلنس کے اس ملک سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ان کا مقصد الیکشن میں پیسہ لگا کر کامیاب ہونا پھر اسمبلیوں میں پہنچنا، وزارتیں حاصل کرنا اور ان کے ذریعے جو پیسہ الیکشن میں لگایا تھا اس سے دُگنا وصول کرنا تھا، بس یہی ان کا مقصد تھا اور ہے۔ اسی مقصد کے تحت وہ کام کر رہے ہیں۔ پاک فوج نے جب بھی ملک کا اقتدار سنبھالا ملک کو ترقی دی اور وہ دور کافی حد تک مستحکم و پُرامن رہا لیکن اس کے علاوہ جتنے دور آئے ان میں کرپشن کم ہونے کے بجائے اور بڑھی، قرضہ کم ہونے کے بجائے دگنا تگنا ہو گیا اور اس وقت ملک کا ہر بچہ مقروض ہے۔

قرضہ اتارنے کے بہت سارے ذرائع ہیں۔ ہمارے ملک کو اللہ تعالیٰ نے معدنیات کے ذخائر عطا فرمائے ہیں اور بے شمار قدرتی وسائل سے نوازا ہے اگر ان کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو ہمارا یہ ملک یقیناً قرضہ لینے کے بجائے قرضہ دینے والا بن سکتا ہے لیکن افسوس کہ مخلصین کی کمی ہے ۔کھانے والے، ملک کو تباہ کرنے والے اور اپنی جیبیں بھرنے والوں کی کثرت ہے۔ مہنگائی دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے غریب کا زندہ رہنا دُوبھر ہو گیا ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو گیا ہے۔ لوگوں کو سفید پوشی قائم کرنا مشکل ہے اسی لیے چوری ڈاکہ زنی اور دیگر معاشرتی جرائم جنم لے رہے ہیں اور ان کے سدِباب کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔ اگر یہ ملک چل رہا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے کرم اور بزرگانِ دین کی دعاؤں سے چل رہا ہے ورنہ اس کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ 78 سال گزرنے کے بعد بھی اگر ہم نے سبق حاصل نہیں کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

”ہماری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں“

اس لیے ضرورت ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ وفاداری، اپنے

https://www.ashrafia.net

ملک کے ساتھ وفاداری، اپنی قوم کے ساتھ وفاداری اور اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری کریں۔ برسرِ اقتدار طبقے کو چاہیے کہ اپنی جیبیں بھرنے کے بجائے ملک کے خزانے کو بھرنے کی کوشش کریں اور جو قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو عطا کیے ہیں انہیں بروئے کار لا کر اس ملک کو ترقی دیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ اس مملکتِ خداداد پاکستان کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور اس کے مٹانے والوں کو مٹادے اور اس کو ختم کرنے والوں کو ختم کردے۔

عرسِ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ:

برصغیر پاک وہند میں بزرگانِ دین واولیائے کاملین نے دینِ اسلام کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے شہروں اور علاقوں کو چھوڑ کر برصغیر کا رُخ کیا اور یہاں اپنے قول وعمل اور کردار وگفتار کے ذریعے اسلام پھیلایا۔ انہی شخصیتوں میں سے ایک حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ کی ذاتِ والا صفات ہے جنہوں نے غزنی سے سفر کیا اور لاہور تشریف لا کر تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیا۔ بزرگانِ دین کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ انہوں نے لالچ، طمع حرص، ہوس، ان تمام چیزوں سے بالاتر ہو کر صرف وصرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر کام کیا کیونکہ ان کی نیتوں میں خلوص تھا اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنے مقصد میں کامیابی عطا کی اور انہوں نے اپنے کردار سے لوگوں کو اسلام کی جانب راغب کیا۔ انہوں نے تبلیغِ اسلام کے لیے بڑے بڑے جلسے نہیں کیے بلکہ خاموش مبلغ کی طرح ایک کونے میں بیٹھ کر روحانیت کی سوغات کو لٹایا اور اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی ذات میں ایسی کشش پیدا فرمادی کہ وہ کسی جنگل میں بھی جا کر بیٹھ گئے تو مخلوقِ خدا وہیں پہنچ گئی جوان کی محفل میں بیٹھا ہدایت پا گیا، جوان کی صحبت میں رہا ہدایت پا گیا، جس نے ان کا چہرہ دیکھا ہدایت مل گئی اور جس نے ان کے ارشادات وتعلیمات پر عمل کیا وہ بھی ہدایت یافتہ ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ایسا مقام عطا فرمایا کہ نہ صرف زندگی میں لوگوں نے ان کی صحبت میں بیٹھ کر سکون حاصل کیا بلکہ وصال کے بعد بھی ان کی خانقاہیں، درگاہیں اور مزارات سکون کا مرکز ومنبع ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی درگاہ آج بھی بے سکونوں کے لیے سکون اور بے قراروں کے لیے قرار کی جگہ ہے۔ آپ کے وصالِ مبارک کو 900 سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن مزارِ مبارک آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ صبح سے شام تک لاکھوں زائرین مزارِ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں ان کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ ان کی مشکلات حل ہوتی ہیں پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔

24 گھنٹے میں آپ کسی وقت بھی داتا دربار چلے جائیں، وہاں میلے کا سماں ہوگا کبھی سناٹا نظر نہیں آئے گا اور دوسری بات جو

https://www.ashrafia.net

اس مزار کی انفرادیت ہے وہ یہ ہے کہ 24 گھنٹے وہاں مزارِ مبارک کے قریب تلاوتِ قرآن ہوتی رہتی ہے، جب بھی آپ جائیں تو کوئی نہ کوئی شخص وہاں تلاوتِ قرآن میں مصروف نظر آئے گا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس مزار میں کوئی صاحبِ تصرف اور بافیض شخصیت آرام فرما ہے۔ جس کے فیوض وبرکات 900 سال سے جاری ہیں اور ان شاء اللہ جاری رہیں گے۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا عرسِ مبارک ہر سال 20، 19، 18 صفر المظفر کو لاہور میں نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوتا ہے۔ پورے ملک سے علماء ومشائخ اور عوامِ اہلسنت کثیر تعداد میں حاضر ہوکر عرسِ مبارک میں شریک ہوتے ہیں اور روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے فیضان اور آپ کے روحانی تصرفات سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما

(بارگاہِ مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ)

محبوبِ حق نواسۂ پیغمبرِ خدا
مشکل کشائی ترکہ علی سے تمہیں ملا
مشکل کشائی خلق کی اس در سے ہے سدا
مشکل میں گھر گیا ہے کہاں جائے یہ گدا
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

سارا زمانہ آپ کے در سے ہے فتحیاب
اس بارگاہ سے ہے خلائق مراد یاب
اب دل میں مفلسی ومرض سے رہی نہ تاب
قسمت بگڑ گئی ہے بنا دیجئے جناب
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

سبطین جیسے حکم سے ابن الرسول تھے
ویسے ہی نور عین ہیں فرزند آپ کے
اس وصف میں نبی کی شبیہہ آپ ہی ہوئے
اللہ کی دَین ہے چاہے جسے وہ دے
اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۸۰ تا ۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

تَرٰی كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ اَنۡ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ وَفِی الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوۡ كَانُوۡا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ:

دیکھوگے تم بہت سے ان میں جو دوستی کرتے ہیں، کافروں سے کتنی بری چیز اپنے لیے آگے بھیجی یہ کہ اللہ ان پر غضب کرے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر ہوتے وہ ایمان لانے والے اللہ اور اس کے نبی پر جو اترا ان کی طرف تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر بہت سے ان میں سے فاسق ہیں۔

تفسیر:

تَرٰی كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ اَنۡ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ وَفِی الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ...

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور منافقین نے اسلام کی ترقی وعروج کو دیکھا تو جل کر مکہ معظمہ میں پہنچے اور ابوسفیان سے ملے اور مسلمانوں سے جنگ پر اُبھارا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا لیکن وہ اس سازش میں ناکام رہے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیتِ کریمہ میں کفار کے ساتھ موالات ومحبت کی حرمت بیان ہوئی ہے اور ایسے تعلقات غضبِ الٰہی کے موجب ہیں۔

وَلَوۡ كَانُوۡا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ

یہاں یہودیوں اور منافقوں کے دعویٰ ایمان کی تردید ہے۔

فاسق کی تعریف علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں:

ای خارجون عن الدین او متمردون فی النفاق مفرطون

یعنی فاسقین وہ ہیں جو دین سے خارج ہوں یا سرکش ہوں اور نفاق میں مفرط ہوں۔

ما انزل الیہ میں ضمیر راجع ہے سیدِ عالم ﷺ کی طرف اور توریت کے مضمون سے بھی یہی ثابت ہے (بقیہ صفحہ نمبر:10)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ............اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ هَانِيءٍ قَالَ سَاَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

موزوں پر مسح کرنے کا باب............پہلی فصل

چونکہ وضو کل ہے اور مسح جز، نیز موزے کا مسح پاؤں دھونے کا نائب ہے اس لیے اس باب کو وضو کے بعد لائے۔ خیال رہے کہ مسح موزے پر ہوتا ہے نہ کہ موزے میں، نیز چمڑے کے موزے پر مسح ہوگا نہ کہ باریک کپڑے یا سوت کے اس لیے مصنف نے عَلٰی اور خُفَّین ارشاد فرمایا۔ خیال رہے کہ موزے کا مسح اشارۃً قرآن شریف سے اور صراحۃً بے شمار احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اس کا انکار گمراہی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہلسنت کی علامت کیا ہے، فرمایا: تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخَتَنَيْنِ وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: ”میں نے ستر صحابہ سے ملاقات کی سب موزوں پر مسح کے قائل تھے“۔

امام کرخی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: ”مسح کے منکر کے کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ موزے کا مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے“۔ خیال رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اولاً اس مسح کا انکار کیا تھا، پھر تمام صحابہ کی موافقت فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی مسح کی قائل ہیں۔ وہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میرا پاؤں کٹ جائے تو اچھا موزے پر مسح کرنے سے، یہ محض غلط اور بناوٹی ہے“۔

ترجمہ:

روایت ہے حضرت شریح ابن ہانی رضی اللہ عنہ سے (۲) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا (۳) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمائی (۴) (مسلم)

شرح:

(۱) آپ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں، حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے، آپ کے والد ہانی صحابی

https://www.ashrafia.net

ہیں، حضور اکرم ﷺ نے آپ کی کنیت ابو شریح رکھی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مخصوص ساتھیوں میں سے ہیں (۲) ظاہر یہ ہے کہ آپ کا سوال مدت مسح کے متعلق تھا نہ کہ طریقۂ مسح یا دلائل مسح کے متعلق، جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے (۳) یعنی مسافر بحالت سفر ایک بار موزے پہن کر مسلسل تین دن ورات مسح کر سکتا ہے اور مقیم ایک دن ورات۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ مالک احکام ہیں کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مدت کی تعیین حضور اقدس ﷺ کی طرف نسبت کی۔

دوسرے یہ کہ مدتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو اوّل سے آخر تک ایک حال پر رہیں، یعنی مثلاً پہنتے وقت بھی مقیم ہوں اور آخر تک مقیم رہیں۔ اگر پہنتے وقت تو مقیم تھا مگر مدت ختم ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مسافر کی مدت پوری کرے گا۔ یوں ہی مسافر اگر مقیم ہو جائے تو مقیم کی مدت پوری کرے۔

تیسرے یہ کہ مسح کی مدت حدث کے وقت سے شروع ہوگی کہ نہ پہننے کے وقت سے، نہ مسح کے وقت سے۔

چوتھے یہ کہ شرعاً مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ کا سفر کرے اس سے کم سفر سے مسافر نہ ہوگا۔ ورنہ ایک دن مسافت کا مسافر اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتا، حالانکہ حدیث ہر مسافر کو عام ہے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب ''جاء الحق'' حصہ دوم میں دیکھو۔

بقیہ ''درسِ قرآن''

ایک قول میں وضاحت ہے المراد بالنبی نبینا محمد ﷺ اور ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی میں یہود کو اشارہ ہے ولو کانوا یومنون باللہ والنبی ای نبیھم موسی علیہ السلام اگر وہ اللہ پر ایمان لاتے اور نبی پر یعنی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر۔

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ میں حضور سیدِ عالم ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ کے معنی میں قرآن کریم مراد ہے گویا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر منافق ایمان لے آئے اللہ پر اور ہمارے نبی ﷺ پر صحیح ایمان تو ما تخذو ھم یعنی مشرکوں اور یہودیوں کو اولیاء دوست نہ بناتے۔ (روح المعانی)

....*......*......*......*....

تیرہ تیزی

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہِ صفر کی ابتداء تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں، یہ سب جاہلیت کی باتیں ہیں''۔ (بہارِ شریعت، جلد:۳، ص:۹)

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

محبتِ رسول ﷺ

دونوں جہاں میں کام آنے والی دولتِ عظمیٰ

جناب صابر علی چشتی صاحب

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

اللہ اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا معیار ان الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔(پارہ:۳،سورۃ آل عمران،آیت:۳۱)

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے دریافت کیا کہ: آپ کو حضورِ اقدس ﷺ سے کتنی محبت ہے؟۔آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: ''خدا پاک کی قسم! حضور ﷺ ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں اور اپنی اولادوں سے اور اپنی ماؤں بلکہ سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہیں''۔

فی الحقیقت جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی اور کیوں نہ ہوتی۔جب کہ وہ حضرات کامل الایمان تھے اور اللہ جل شانہ کے اس ارشاد کے صحیح معنوں میں ڈرنے والے تھے کہ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۔(پارہ:۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت:۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔

اس آیت میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت ان سب چیزوں سے کم ہونے پر وعید ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد ہے کہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسے میری محبت اپنے باپ اولاد، تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد

https://www.ashrafia.net

ہے کہ: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں اُسے ایمان کی حلاوت اور مزہ نصیب ہوجائے۔اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماسواء سب سے زیادہ ہو، دوم یہ کہ جس کسی سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرے۔سوم یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اسے ایسا گراں اور مشکل ہوجیسا کہ آگ میں گرنا

حضرت سہل تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی نہ جانے وہ سنت کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''قیامت کے لیے کیا تیار رکھا ہے؟ جس کی وجہ سے انتظار کررہے ہو'' انہوں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے بہت سی نمازیں روزے اور صدقے وغیرہ تو تیار کر نہیں رکھے، البتہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل میں ہے۔حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم قیامت میں یقیناً اُسی کے ساتھ ہوگے، جس سے محبت رکھتے ہو''۔حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہو، صحابہ کرام نے نقل کیا، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت صفوان اور حضرت ابوذر رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے میری جان و مال اور اہل وعیال سے زیادہ ہے میں جب اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں آتا، یہاں تک کہ حاضر ہوجاؤں اور آ کر زیارت کرلوں۔ مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپ کو بھی اور مجھے بھی آنی ضرور ہے اس کے بعد آپ تو انبیاء کے درجے پر چلے جائیں گے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپ کی زیارت نہ کرسکوں گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور یہ پیغام ایزدی سنایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مان لے گا تو ایسا شخص بھی جنت میں اُن کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔یعنی انبیاء صدیقین، شہدا وصلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں اور ان کے ساتھ محض اللہ کا فضل ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے ہر ایک کے عمل کو''۔

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو ظاہر ہے کہ نبی کو امتی پر فضیلت ہے اور جنت میں اس کے درجے اونچے ہوں گے۔ پھر اکھٹا ہونے کی کیا صورت ہوگی؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اوپر کے درجے والے نیچے کے درجے والوں کے پاس آئیں گے اور اُن کے پاس بیٹھیں اور بات چیت کریں گے''۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا: یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہوجانے کی زیادہ تمنا ہے، اس لیے کہ اس سے آپ کو زیادہ خوشی ہوگی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات کو حفاظتی گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر میں سے چراغ کی روشنی محسوس ہوئی اور ایک بڑھیا کی آواز کان میں پڑی جو اون کو دھنتی ہوئی چند اشعار پڑھ رہی تھی جن کا ترجمہ یہ ہے۔

https://www.ashrafia.net

''حضور ﷺ پر نیکوں کا درود پہنچے اور پاک صاف لوگوں کی طرف سے جو برگزیدہ ہوں اُن کا درود پہنچے۔

بے شک یارسول اللہ ﷺ آپ راتوں کو عبادت کرنے والے اور اخیر راتوں کو رونے والے تھے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں اور میرا محبوب کبھی اکھٹے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ موت مختلف حالتوں میں آتی ہے۔

نہ معلوم میری موت کسی حالت میں آئے اور حضور پر نور ﷺ سے مرنے کے بعد ملنا ہو سکے یا نہ ہو سکے''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہ اشعار سن کر رونے لگے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مشہور ہے کہ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو اُن کی بیوی جدائی پر رنجیدہ ہو کر کہنے لگی کہ: ''ہائے افسوس! وہ کہنے لگے: سبحان اللہ! کیا مزے کی بات ہے کہ کل اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کریں گے اور اُن کے صحابہ کرام سے ملیں گے''

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب سولی دی جانے لگی تو پوچھا گیا: کیا'' تجھے یہ گوارا ہے کہ ہم تجھے چھوڑ دیں اور تیری بجائے خدانخواستہ حضور کے ساتھ یہ معاملہ کریں'' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کیا خوب جواب دیا کہ: ''خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور پر نور ﷺ اپنے دولت کدے پر تشریف فرما ہوں اور وہاں اُن کے ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام سے رہوں''۔

''خدا کی قسم! میں نے کبھی کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی حضرت محمد ﷺ کی جماعت کو اُن سے ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ: مجھے حضور اقدس ﷺ کی لحد مبارک کی زیارت کرا دیجئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریف کھولا۔ اُس نے زیارت کی اور رونے لگی اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لا سکیں اور وہیں جان دے دی''

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ: ''مجھ سے بہت محبت کرنے والے بعض لوگ ایسے ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور اُن کی یہ تمنا ہوگی کہ کاش اپنے اہل و عیال اور ماں باپ کے بدلے میں وہ مجھے دیکھ لیتے''۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بیٹی عبدہ کہتی ہیں کہ میرے والد جب بھی سونے کے لیے لیٹتے تو آنکھ نہ لگتی اور جاگتے رہتے حضور ﷺ کی یاد، شوق اور اشتیاق میں لگے رہتے اور مہاجرین و انصار صحابہ کا نام لے کر یاد کرتے رہتے اور فرماتے کہ: ''میرا دل ان کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ یا اللہ! مجھے جلدی سے موت دے دے تا کہ ان لوگوں سے جا کر ملوں اور حضور پر نور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکوں'' اور یہی کہتے کہتے سو جاتے۔

علمائے کرام نے حضور رحمۃ اللعالمین، خاتم النبین شفیع المذنبین ﷺ کے ساتھ محبت کی مختلف علامات لکھی ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے اور اسے ماسوا پر ترجیح دیتا ہے تو یہ حقیقی محبت ہے ورنہ محبت نہیں۔ محض دعوائے محبت موجودات کے ساتھ سب سے مہتم بالشان محبت یہ ہے کہ آپ کی اقتداء کرے آپ کے طریقے کو اختیار کرے۔

سماع اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

منبع فیض عالم حضرت سید علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب **"کشف المحجوب"** میں سماع پر بھی بحث کی ہے بعض لوگ سماع پر معترض ہوئے ہیں اور اس کو بھی لہو ولعب قرار دیتے ہیں جب کہ یہ معترضین وہ ہیں جنھیں اہل اللہ کی محفل سماع پر تو اعتراض ہوتا ہے لیکن اپنی موسیقی کی محفلوں میں انہیں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ بعض لوگ دوسروں کے لیے تو خدائی فوجدار بنے پھرتے ہیں لیکن اپنے محاسبے سے ہمیشہ گریزاں رہتے ہیں۔ اہل اللہ سماع کے ذریعے عارفانہ کلام سنتے ہیں اور معرفت کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ کلام صوفیانہ اور عارفانہ پاکیزہ ہوتے ہیں اس لیے لہو ولعب یا تفتیش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بزرگان دین سماع کو پسند کرتے رہے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ سماع کو مباح قرار دیتے ہیں آپ علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

"سماع مباح ہے مگر اس کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں:

۱) مرشد موجود ہو (مرشد کی موجودگی محفل کی پاکیزگی کی علامت ہے)

۲) وہ عوام شریک نہ ہوں (یعنی وہ لوگ جن کی سمجھ سے سماع بالاتر ہے یا جو سماع سے اپنے نفس کی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں)

۳) قوال فاسق نہ ہو (یعنی جو قوال بھی اہل دل میں سے ہو کلام سے محض پڑھتا ہی نہ ہو بلکہ سمجھتا بھی ہو اہل اللہ کی محفلوں کے آداب سے واقف ہو)

۴) سماع کے وقت دل بنیادی علائق سے خالی نہ ہو (اہل اللہ کی محفل میں یہی ہوتا ہے)

۵) طبیعت لہو ولعب کی طرف مائل نہ ہو (صوفیاء کی محفل میں مرشد کی موجودگی میں دل و دماغ اور آنکھیں ایک پاکیزہ سانچے میں ڈھل جاتی ہیں)

۶) اگر وجدان کی کیفیت طاری ہو جائے تو اس کو تکلف کے ساتھ نہ روکے۔

۷) اور یہ کیفیت جاری رہے تو تکلف کے ساتھ اس کو جذب کرنے کی کوشش نہ کرے۔

۸) وجد کے وقت کسی سے مساعدت کی امید نہ رکھے۔

۹) کوئی مساعدت کرے تو اسے نہ روکے۔

۱۰) قوال کے گانے کی اچھائی یا برائی کا اظہار نہ کرے۔

(مشاعرے کے انداز میں)

https://www.ashrafia.net

۱۱)محفل سماع میں لڑکے نہ ہوں (یعنی کم عمر بچے نہ ہوں)

ہر شرط کے سامنے بریکٹ میں ہماری تشریح سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ سماع کے آداب کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ سماع جائز ہے، بشرطیکہ اس کے وہ آداب برقرار رکھے جائیں جو آج بھی اولیاء کرام اور صوفیائے عظام برقرار رکھنے میں پوری طرح کامیاب ہیں۔

وجد اور رقص کا فرق بھی حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے واضح کردیا، وجد اور رقص کے سلسلے میں یاد رکھیے کہ رقص قصداً کیا جاتا ہے، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سماع کی پاکیزگی سے ناواقف ہیں اور محض نفس کے بندے ہیں۔ یہ لوگ سماع کی محفل میں اہل اللہ کے لیے سخت روحانی تکلیف کا سبب بنتے ہیں۔ وجد کیا نہیں جاتا ہے بلکہ از خود ہو جاتا ہے۔ وجد ایک کیفیت ہے جو اہل دل پر طاری ہو جاتی ہے اور نفس کا تقاضا نہیں ہوتا بلکہ عرفان نفس کی علامت ہوتی ہے۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''مبتدی کو سماع نہیں سننا چاہیے، بلکہ اس کے پاس تک نہیں بھٹکنا چاہیے اور الگ رہنا چاہیے، یہ راستہ بہت مشکل و محال ہے، اس سے زوال کا اندیشہ ہے''۔

اگر سماع جائز نہ ہوتی تو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ جیسی عظیم شخصیت کیا سماع کے آداب بیان کرتی؟ اور مبتدیوں کو سماع سننے سے نہ روکتی۔ دراصل مبتدی قسم کے لوگوں کے سماع کے قریب بھٹکنے سے بھی اس لیے منع کیا ہے کہ وہ اہل دل سے زیادہ اہل دماغ ہوتے ہیں۔ عقل کے غلام ہوتے ہے عشق سے انہیں کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ ان کے دل عرفانیت سے خالی اور شکوک و شبہات سے پُر ہوتے ہیں۔ اعتراضات کرنا اور مین میخ نکالنا ان کا مشغلہ ہوتا ہے، ایسے لوگ نہ سماع کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں نہ محفل کے آداب سے واقف ہوتے ہیں اور نہ عارفانہ کلام کو سمجھنے کی ان میں اہلیت ہوتی ہے۔ اسی لیے حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ ایسے لوگوں کو سماع سے الگ رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا ارشاد گرامی ہے:

''ہر شخص میں سماع کو سننے کی اہلیت اور قابلیت نہیں ہوتی، جس شخص کے دل میں حلال ہو تو اس کے لیے سماع کا سننا حلال ہے اور جس کے دل میں حرام کی تاثیر ہو تو اس آدمی کے لیے سماع حرام ہے اور جس کے دل میں مباح کی تاثیر ہو اس کے لیے سماع مباح ہے''۔

اپنے اس قول مبارکہ میں حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے مسئلہ ہی حل کردیا یعنی جیسی نیت ویسا پھل، جو سماع کو لہو و لعب مانتے ہیں وہ بھی غلط نہیں۔ اس لیے کہ ان کے دل میں لہو و لعب ہی ہے اس کا اظہار زبان سے کرتے ہیں۔

دراصل تصوف کی دنیا بالکل الگ لیکن نہایت پاکیزہ اور روحانی دنیا ہے، اس میں قدم رکھنا تو دور کی بات ہے اس کا خیال بھی اس وقت دل میں آتا ہے جب دل روحانی پاکیزگی کا مرکز بن جاتا ہے جو لوگ اس دنیا سے دور ہیں، انہیں اظہارِ خیال کا بھی کوئی حق نہیں

https://www.ashrafia.net

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ: میں خواجہ ابواحمد المظفر علیہ الرحمہ کی تعلیمات فنا و بقا اور مجاہدہ و مشاہدہ سے بہت متاثر تھا۔ ایک روز میں حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچا۔ موسم گرما تھا حضرت شیخ نے مجھ سے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: سماع کا خواہشمند ہوں، حضرت شیخ نے فوراً قوال کو بلوایا جب محفل میں سماع شروع ہوئی تو مجھ پر بڑی بے قراری طاری ہوئی اور جب میرا جوش و خروش ختم ہوا تو حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ: سماع کا مزا کیسا رہا؟ میں نے عرض کیا: یا شیخ! میرے لیے تو بہت اچھا تھا۔ اس کے بعد گفتگو چونکہ اصطلاحات تصوف کے تحت ہے اس لیے عام لوگ اس کو نہیں سمجھ سکیں گے اس لیے اسے تحریر کرنے سے پہلے چند گزارشات ضروری ہیں، اوّل یہ کہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سماع جائز ہے۔ اہل اللہ کا محبوب مشغلہ وہی ہے ایسا مشغلہ جو دراصل تربیت نفس اور عرفان و نفس کا ذریعہ ہے تب ہی تو حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے سماع کی خواہش کی۔ حضرت ابواحمد المظفر علیہ الرحمہ نے فوراً قوال بلوائے اور محفل سماع برپا کی قوال کا بروقت موجود ہونا اور فوراً حاضر ہو کر سماع کی محفل جمانا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ محفل سماع کا انعقاد معمولات میں سے تھا۔ داتا صاحب کا سماع سننا ان کے ساتھ حضرت ابواحمد المظفر علیہ الرحمہ کا محفل سماع میں شریک رہنا یہ تمام حقائق اس بات کا ثبوت ہیں کہ سماع جائز ہے اور اہل اللہ کے معمولات میں سے ہے۔ اب آیئے آگے کی گفتگو کی طرف! حضرت شیخ ابواحمد المظفر علیہ الرحمہ نے حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا:

''ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ سماع اور کوے کی آواز تمہارے لیے یکساں ہو جائے گی، سماع میں لطف اس وقت تک ہے جب تک مشاہدہ ہو جائے گا۔ شوق سماع جاتا رہے گا لیکن خیال رکھو یہ عادت فطرت کا جزو بن جائے''۔

یہ دراصل شیخ کو حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کو اصطلاحات تصوف کے سہارے تعلیم تصوف ہے، اس کی تشریح میں صفحات کے صفحات لکھے جا سکتے ہیں لیکن یہاں سمجھنا صرف اسی کو مقصود ہے جو سماع پر معترضہ ہیں اور ان کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ واقعی جب مشاہدہ حق حاصل ہو جائے تو سماع کا شوق تو دور کی بات ہے۔ یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ہم ہیں کہاں؟ محفل سماع میں کیا پڑھا جا رہا ہے، انسان گم ہو جاتا ہے بشرطیکہ شیخ کی عنایات ہو جائیں، اس لیے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ نے سماع کی شرائط میں سے اوّل شرط یہ قرار دی ہے کہ: **''شیخ یا مرشد موجود ہو''** آخری بات یہ ذہن نشین کر لیجیے کہ: ''پیر کامل مشاہدے کی منزل پا جانے کے بعد میں بھی سماع محض اس لیے سنتے رہے اور محفل سماع اس لیے برپا کرتے رہے کہ اس سے تربیتِ مرید مقصود ہوتی تھی'' یعنی اب وہ مشاہدے کے لیے محفل سماع منعقد کرتے ہیں۔ رہا محفل سماع پر اعتراض کا معاملہ تو حقیقت یہ ہے کہ معترضین کو صرف سماع پر ہی اعتراض نہیں انہیں تو اولیاء اللہ سے بھی چڑ ہے پھر بھلا ان کے معمولات سے چڑ کیوں نہ ہو۔

https://www.ashrafia.net

﴿قسط:۸﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

یوں ہی ہمارے نبی کی خاتمیت، حقیقی خاتمیت ہے۔ رہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی خاتمیت، وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لیے کہ دونوں میں جوہری وحقیقی فرق ہے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نبی اور دوسرے طبقات کے آخری نبی کے مابین اثر مذکور کو قابل قبول بنانے کے لیے جو بھی معقول وجہ تشبیہ نکالی جائے گی، اس میں ان انبیاء کی تخصیص نہ رہ جائے گی، بلکہ ہمارے طبقہ کے انبیاء اور ہمارے نبی کے مابین بھی اسی طرح کی وجہ شبہ نکال کر ان کو ہمارے نبی کی طرح کہا جاسکے گا۔ لہٰذا اثر ابن عباس کا مضمون مہمل و بیکار ہوکر رہ جائے گا اور اس سلسلے کی آخری بات تو یہ ہے کہ خود صاحب تحذیر الناس کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر خاتم النبین میں خاتمیت زمانی مراد لے لی گئی تو اثر مذکور اس کے معارض ہو جائے گی لیکن اگر وہ معنی مراد لیا جائے جو خود انہوں نے گڑھا ہے تو اثر مذکور غلط ہونے سے بچ جائے گی اسی مضمون کی طرف ”تحذیر الناس“ (ص:۲۴) پر اشارہ کر کے (ص ۲۵) پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں۔

اور جب یہ بخوبی ثابت کیا جاچکا ہے کہ خاتم النبین میں ختم سے ختم زمانی مراد لینا تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے تو اب اثر مذکور میں جو علت قادحہ ہے اس کو سمجھنے میں کسی معمولی فہم و فراست والے انسان کو بھی کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی اثر مذکور کی اسناد کو صحیح یا حسن قرار دے رہا ہو تو، صرف اتنی وجہ سے اس اثر کا مضمون اپنی علت قادحہ کے سبب قابل قبول نہیں ہوسکتا اور نکتہ آفرینیوں کے سہارے اس اثر کے مضمون پر کسی عقیدے کی عمارت نہیں تعمیر کی جاسکتی۔

ان تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے ختم نبوت کے باب میں اسلام کا جو نظریہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں یا آپ کے عہد کے بعد تا قیامت اب کوئی نیا نبی نہیں

https://www.ashrafia.net

پیدا کیا جائے گا۔ نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ اسرائیلی، نہ محمدی۔ شریعت محمدیہ ہی آخری شریعت ہے جو تا قیامت رہنے والی ہے۔ قرآن وحدیث میں آپ کو جو خاتم النبیین کہا گیا ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ یہ وہ اسلامی عقیدہ ہے جو کتاب وسنت اور اجماع امت سب ہی سے ثابت ہے۔

ان حقائق کو ذہن نشین فرما کر اب آیئے اور عہد جدید کے **''قاسم العلوم والخیرات''** کی بھی مزاج پرسی کرتے چلیے۔ آپ بانئ دار العلوم دیو بند ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب **''تحذیر الناس''** میں لفظ ''خاتم النبیین'' میں تاویل فاسد کا سہارا لے کر غلام احمد قادیانی کے لیے دعویٰ نبوت کی راہ ہموار کرنے میں جو شاندار رول ادا کیا ہے، اس کے لیے اُمتِ قادیان آپ کی بجا طور پر شکر گزار ہے۔ بعض قادیانیوں کی تحریر نظر سے گزری ہیں، جس سے پتا چلتا ہے کہ ختم نبوت کے باب میں قادیانیوں کا موقف بالکل وہی ہے جو صاحب تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی کا ہے۔ اس کا اعتراف خود مولوی قاسم نانوتوی کے بعض بہی خواہوں نے بھی کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو اُٹھا لیجئے **''شبستان اردو ڈائجسٹ''** نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۴ء کو مولوی فارقلیط صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے فقرے ملیں گے۔

''بیج بویا علماء نے اور جب وہ تناور درخت ہو گیا تو اس کا پھل کھایا مرزا غلام احمد قادیانی نے''۔

اپنے قلم سے اپنے قاسم العلوم کا یہ عقیدہ بتایا کہ:

''اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی''۔

علمائے دیو بند کو علمائے اہلسنت کا نام دے کر یہ کہا ہے کہ:

''علمائے اہلسنت اور قادیانی ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں''

چلتے چلتے بارگاہِ خداوندی میں ان لفظوں میں دعا کی ہے کہ:

''جو فتنہ علماء دیو بند اور قادیانیوں نے برپا کیا ہے اس کا خاتمہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو جائے''۔

فارقلیط صاحب نے ان باتوں کو اپنے گمنام دانشوروں کی طرف منسوب کیا ہے، خیر یہ فارقلیط صاحب کی بولی ہو یا ان کے دانشوروں کی مگر بات تو سچی ہی ہے۔ ہاں پہلے فقرے میں جس بیج کا ذکر ہے۔ فارقلیط صاحب کے دانشوروں کے خیال میں وہ نزولِ مسیح کا عقیدہ ہے۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ بیج ''تحذیر الناس'' کی عبارت ہے۔ جس کی روشنی میں مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی''۔

اچھا اب آیئے اور دیکھیے یہ ہے **''تحذیر الناس''** مطبوعہ محمدی پرنٹنگ پریس، دیو بند جس کو کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند نے شائع کیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اس کتاب کا کون سا ایڈیشن ہے۔

اولاً: اس کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمائیے:

https://www.ashrafia.net

صاحبِ تحذیر الناس رقمطراز ہیں:

اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول الله و خاتم النبیین فرمانا، اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کا ذکر کیا اور ان کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول الله وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا، جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور، خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے۔

(تحذیر الناس، ص: ۴،۳)

اب آیئے اس پوری عبارت کا حاصل مراد نمبروار ملاحظہ فرمائیے:

صاحبِ تحذیر الناس کے نزدیک:

۱) خاتم النبیین کا معنی سب میں پچھلا نبی قرار دینا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے، اہل فہم و فراست کا نہیں۔ لہٰذا جن جن حضرات نے خاتم النبین کا معنی آخر الانبیاء قرار دیا ہے، وہ سب جاہل اور فہم و فراست سے عاری ہیں۔

۲) خاتم النبیین، بمعنی آخر الانبیاء ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ تھوڑی دور آگے چل کر یہ بھی کہہ دیا کہ خاتم النبین، بمعنی آخر الانبیاء ان اوصاف کی طرح ہے جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ لیجئے اب بالذات کے لفظ کی پیوند کاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تار تار ہو گیا۔ بالآخر خاتم النبین، بمعنی آخر الانبیاء کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

کیا پاکستان اس لیے بنا ہے؟

جناب جاوید چوہدری صاحب

مستنصر حسین تارڑ ایک بار شمالی علاقہ جات کی سیاحت کے لیے گئے تو وہاں ان کی ملاقات ایک گورے سیاح سے ہوگئی۔ ایک پہاڑی کے دامن میں بیٹھ کر سیاح نے تارڑ صاحب سے کہا: ”میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ آپ ان پہاڑوں سنگلاخ راستوں، ندیوں، جھرنوں اور ان مرغزاروں کو اسی شکل میں رہنے دیں۔ یہاں بلڈوزر نہ آنے دیں، ان درختوں کو آروں سے بچائے رکھیں“

تارڑ صاحب نے اپنی تشفی کے لیے اس کی وجہ پوچھ لی۔ انگریز سیاح بڑے جوش سے بولا: ”میرا خیال ہے آنے والے برسوں میں یورپ اور امریکہ سے قدرتی حسن ختم ہوجائے گا۔ جس کے بعد ایک نسل پیدا ہوگی جو اپنے بزرگوں سے پوچھے گی کہ: پاپا پہاڑ کیا ہوتے ہیں؟ غار کیا ہوتے ہیں؟ آبشاریں، ندیاں اور جھرنے کیا ہوتے ہیں؟ پالوشن فری ہوا کہاں ملتی ہے؟ تو اُن کے بزرگ اُنہیں یہاں لے آئیں گے انہیں فری میڈوز میں کھڑا کریں گے۔ نانگا پربت دکھائیں گے، اسکردو کی آنکھ جیسی جھیلیں اور فاران کی سیف الملوک پر لائیں گے اور کہیں گے کہ بچوں! دیکھو یہ ہے قدرتی حسن“۔

دنیا میں پاکستان جیسا شاید ہی کوئی خطہ ہو جسے قدرت نے اس قدر تنوع اور نوادرات سے نواز رکھا ہے۔ **موسم دیکھیں**، دنیا میں کتنے ملک ہیں جہاں تپتی دوپہریں ہری بالیوں کو سونا بناتی ہیں۔ **موسم بہار کو لیں**، دنیا میں کتنے ملک ہیں جہاں گلاب موتیے اور رات کی رانی سے روحوں میں اترنی والی خوشبو نکلتی ہے۔ **خزاں دیکھیں**، دنیا میں کتنے ملک ہیں، جہاں قومزی پتے قالین بن کر لوگوں کا استقبال کریں اور دنیا میں کتنے ملک ہیں جن میں جاڑے کا موسم بیماریاں لے کر طلوع نہیں ہوتا۔

اسے بھی جانے دیں، آپ یقین کریں گے کہ **پاکستان دنیا کا وہ چھوٹا ملک ہے جہاں ایک ہی وقت میں دو دو موسموں کا لطف اٹھایا جاسکتا ہے**۔ آپ جنوری کی دوپہر کو چولستان میں گزاریں آپ کی جلد جل کر سیاہ ہوجائے گی آپ اسی شام کو بہاول پور سے اسلام آباد آئیں۔ وہاں سے دوسری فلائٹ پکڑیں اور اسکردو پہنچ جائیں۔ آپ کے لیے اسکیمو کا لباس پہنے بغیر ائیر پورٹ سے باہر نکلنا ہی ممکن نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو

https://www.ashrafia.net

قدرتی وسائل سے جس قدر نوازا ہے دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ **پانی دیکھیں**، پاکستان کا شمار ان دس ممالک میں ہوتا ہے، جن میں دریا، پہاڑ پر اترتے ہیں اور کروڑوں ایکڑ زمینوں کو سیراب کرتے ہوئے سمندر میں جا گرتے ہیں۔ **تیل اور گیس دیکھیں**، دنیا میں گیس کا دوسرا بڑا ذخیرہ پاکستان میں ہے **جنگلات دیکھیں**، دنیا میں صنوبر کا سب سے بڑا جنگل پاکستان میں ہے۔ **مچھلی دیکھیں**، دنیا میں سب سے زیادہ ٹراؤٹ مچھلی پاکستان میں پائی جاتی ہے۔ **نمک دیکھیں**، دنیا میں سب سے بڑی نمک کی کان پاکستان میں پائی جاتی ہے۔ **زمین دیکھیں** پاکستان کا شمار دنیا کے ان آٹھ ممالک میں ہوتا ہے جن کی ایک ایک انچ زمین کاشت ہوسکتی ہے۔ **پاکستان کے لوگ دیکھیں** پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں کسان لکڑی کے ہل کی مدد سے پورے برصغیر ہندوستان کی غذائی ضروریات پوری کیا کرتے ہیں۔ یہاں دنیا کی **سستی ترین لیبر فورس** موجود ہے جو حفاظتی اقدامات کے بغیر دنیا کا ہر کام کرسکتی ہے۔ یہ دنیا کا تیسرا ملک ہے جس کے ۶۰ لاکھ شہری دنیا بھر کے ہر ممالک میں کام کررہے ہیں۔ دنیا کے تمام بڑے اداروں میں اعلیٰ پوزیشنوں پر کوئی نہ کوئی پاکستانی موجود ہے۔

یورپ کی تمام بڑی سائنس لیبارٹریوں، تمام بڑی یونیورسٹیوں میں پاکستانی اساتذہ اور سائنس دان کام کررہے ہیں۔ آپ کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر رتھ مین کا وہ مقالہ پڑھیں جس میں پاکستانیوں کو قوت برداشت کے حوالے سے دنیا کی مضبوط ترین قوم قرار دیا گیا ہے۔ مقالہ نویس کا دعویٰ ہے: ’’اس دنیا میں جہاں امریکی عراق میں چار فوجیوں کی ہلاکت پر صدر بش کو جنگ بند کرنے پر مجبور کرتے ہیں، اسرائیلی عراق کے میزائلوں کے خوف سے زیرزمین چلے جاتے ہیں۔ کینیڈا ایڈز کے خطرے سے بھارتیوں اور افریقیوں کا داخلہ بند کردیتے ہیں، اسی دنیا میں پاکستان وہ خطہ ہے جہاں سیاست دان کرپٹ ہیں، جہاں لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی اور ظلم ضرورت بن چکا ہے۔ جہاں سیلاب، بیماریوں، حادثوں اور ہنگاموں سے ہر سال ہزاروں لوگ مرجاتے ہیں لیکن اس کے باوجود لوگ اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں۔ پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں، ملک کے لیے جان دینے پر ہر وقت تیار ہیں‘‘۔

ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کا شمار دنیا کے ان سات ممالک میں ہوتا ہے جن کی فوج، جذبے ولولے اور ٹریننگ کے لحاظ سے مضبوط ترین فوج ہے۔ جو ایٹمی طاقت کی محافظ اور پشت پناہ ہے۔ جو اپنے لیے خود میزائل بنارہی ہے، جس کا ہر سپاہی دشمن پر جھپٹنے کے لیے پرتولتا رہتا ہے۔ وفاقی سیکرٹری تعلیم ڈاکٹر صفدر محمود سوویت یونین ٹوٹنے سے پہلے تاشقند گئے وہاں ترجمان خاتون نے ان سے پوچھا: ’’ڈاکٹر صاحب! آپ کے پاس فوج کتنی ہے؟‘‘ ڈاکٹر صاحب نے حیران ہوکر جواب دیا: ’’مجھے قطعاً معلوم نہیں، لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟‘‘ ترجمان نے کہا: ’’جب سے افغان وار شروع ہوئی ہم پاکستانی فوج آئے، پاکستانی فوج آئے.. (بقیہ صفحہ نمبر:25)

https://www.ashrafia.net

دریچے اُن کی یادوں کے

حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ

محترم جناب عارف دہلوی مرحوم ومغفور ''الاشرف'' کے اجراء سے اس کے ایڈیٹر رہے اور 18 سال تک اس کی بے لوث خدمت کی۔ اگست 1998ء میں اچانک دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال پر ہم نے **''عارف دہلوی نمبر''** نکالا۔ ان کے برادرِ اکبر حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ نے یہ مضمون تحریر فرمایا۔ جو ہم اگست کے مہینے میں شائع کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ دنیا مسافر خانہ ہے جو یہاں آیا ہے اُسے جانا ہے۔ بوڑھا ہو یا جوان، بادشاہ ہو یا فقیر، عالم ہو یا جاہل انسانی زندگی کا سفر شروع ہی سے اسی طرح جاری وساری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اَن گنت انسان آئے اور چلے گئے البتہ ان جانے والوں میں کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جب وہ چلی جاتی ہیں تو سب کو اشکبار کر جاتی ہیں ان کی جدائی سب کو تڑپا دیتی ہے۔ محفلیں سونی ہو جاتی ہیں اور کہنا پڑتا ہے ؎

محفل میں اس طرح کی اداسی پہلے کبھی نہ تھی
اے کارواں شہر کوئی ساتھی بچھڑ گیا

ایسی ہی ایک ہستی کے انتقال نے سب کو تڑپا کر رکھ دیا جو انسانیت کا پیکر، شرافت کا مجسمہ تھا، ہمدرد وغمگسار جس کا عمل بے لوث جس کی خدمات بے غرض علم، حلم، عمل، ذہانت ذکاوت، گفتار، کردار میں معاصرین میں نمایاں میری مراد مبشر احمد عارف دہلوی (جنرل سیکریٹری جمعیت برادران دہلی، ایڈیٹر ماہنامہ الاشرف کراچی، نگراں اسلامک مشن انٹرنیشنل) سے ہے۔

آپ کا تعلق دہلی کے علمی گھرانہ سے ہے۔ آپ کے دادا حضرت مولانا مفتی حبیب احمد دہلوی (شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی) آپ کے نانا مولانا عبدالغفور عارف دہلوی اپنے زمانہ کے عالم، عابد وزاہد شخصیت تھے۔ آپ کا کلام اردو اور فارسی دونوں میں ہے۔ آپ نے اپنے نانا کے تخلص کی نسبت سے اپنا تخلص عارف دہلوی رکھا۔

تقسیم ہند کے بعد نوعمری ہی میں اپنے والدین کے ہمراہ سرزمین اولیاء ملتان آ گئے تھے یہیں آپ نے تعلیمی مراحل طے کیے۔ مشہور درسگاہوں معروف علمی شخصیتوں سے اکتساب

https://www.ashrafia.net

علم کیا اور امتیازی نمبروں سے پنجاب یونیورسٹی سے M.A کیا۔ ملتان میں کاروباری مصروفیات کے ساتھ ساتھ علمی ادبی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ ہفت روزہ سیر سفر کے مدیر رہے اس رسالہ نے ملتان کی صحافتی دنیا میں ہلچل پیدا کر دی۔ اس کے علمی مضامین بے لوث مؤثر انداز میں عوام کے جذبات کی ترجمانی کی۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں سیرت محسن انسانیت ﷺ سے لے کر نعت نمبر تک تیرہ ضخیم نمبر نکال کر ادبی اور علمی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ۱۵ پندرہ روزہ اور ماہانہ محافل علم ادب مشاعرے منعقد کر کے فروغ ادب میں حصہ لیتے رہے حساس طبیعت کے مالک تھے ذہن اسلامی پایا تھا۔ معاشرہ کی بے راہ روی دیکھ کر تڑپ جاتے تھے برائی دیکھ کر خاموش بیٹھ جانے کے قائل نہ تھے بلکہ حتی الامکان اس کو روکنے کے لیے کمر بستہ ہو جائے تھے، اسی جذبہ کے پیش نظر اسلامک مشن انٹر نیشنل قائم کیا۔ جس کا نصب العین قرآن وسنت کی تعلیمات کو سلیقہ سے دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مؤثر طریقہ سے عوام کو اور خصوصاً نسل نو تک پہنچانا تھا۔ صرف نصب العین کا اعلان کر کے نہیں رہ گئے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں کتابچے پمفلٹ تقسیم کرتے تھے تبلیغ کے لیے مؤثر اسلوب اپنایا جو کچھ اس طرح تھا۔

”خدا آپ سے مخاطب ہے“

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً بلا جرم قصاص قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ (سورۃ النساء)

”لالچ اچھی چیز ہے“

بشرطیکہ لالچ آخرت کی زندگی کا ہو، خدا کی خوشنودی چاہنے کا ہو، احکاماتِ الٰہی پر عمل پیرا ہونے کا ہو، اسلام کی سربلندی کا ہو

”ذرا غور سے سنو“

ایک ہو جاؤ نیکی کو فروغ دو، بدی کو روکو، اختلاف ختم کرو اتفاق کو اپناؤ۔

یہ چند جھلکیاں عارف صاحب کے انداز تبلیغ کی ہیں، جس میں سلیقہ کے ساتھ زور بیاں کشش اور تنبیہ بھی ہے۔

اس انداز کا بے شمار لٹریچر اسلامی احکامات، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ کے تراجم پر مشتمل کتابچے وہ اندرون اور بیرون ملک تقسیم اور ترسیل کیا کرتے تھے۔ صرف فی سبیل اللہ نہ صلہ کی تمنا نہ داد کی طلب۔ ملتان سے ترک سکونت کر کے کراچی آ گئے، یہاں بھی کاروباری مصروفیات کے ساتھ عملی رفاعی کاموں میں مصروف رہے۔ عوام کی بے حسی اغنیاء کی بے نیازی، معاشرہ میں نفسانفسی دیکھتے ہوئے ”جمعیت برادران دہلی“ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نصب العین بلا تفریق خاندان، برادری مستحق افراد کی خدمت، غریب بیوواؤں، یتیموں کی ہر ممکن مدد کرنا تعلیم کو فروغ دینا جہالت کا خاتمہ کرنا۔ اس نصب العین کے ساتھ کام کی ابتداء کی جمعیت کو بامِ عروج پر پہنچایا اور جمعیت برادران دہلی کو اکابرین

https://www.ashrafia.net

ملّت نے کوخراجِ تحسین پیش کیااوراس کے اجلاس میں ملک کی نامور شخصیت بطور مہمانان خصوصی شرکت کرتی رہیں۔ جس میں بحیثیت گورنر جسٹس قدیرالدین احمد (مرحوم)، اشرف تابانی صاحب، محمود ہارون صاحب، حکیم سعید (مرحوم)، میر خلیل الرحمان (مدیر جنگ)، رسول بخش تالپور (سفیر وزیر حکومت سندھ)، سید غوث علی شاہ (بحیثیتِ وزیر اعلیٰ سندھ) جمعیت برادان دہلی کے صدور میں شیخ طریقت سید احمد اشرف صاحب اشرفی الجیلانی (سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ) اور الحاج فضل الرحمان صاحب صدر رہ چکے ہیں اور اب مرد زیرک سخن دلنواز جاں پرسوز کے حامل الحاج محمد صادق صاحب جمعیت کے میر کارواں ہیں۔ عارف صاحب بڑی مردم شناس نگاہ رکھتے تھے، انہوں نے بڑے مخلص اور متحرک شخصیتوں کو جمعیت کے پلیٹ فارم پر اکھٹا کیا اور جمعیت کے خدمتی شعبے ان کے سپرد کیے یہ عارف صاحب کی تنظیمی صلاحیت تھی کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے مشوروں سے مدرسہ تعلیم القرآن، زکوٰۃ کمیٹی، تعلیم یوتھ لیگ خدمتی شفاخانہ غرضیکہ جس شعبہ زندگی میں قدم رکھا اس کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ فروغِ تعلیم القرآن تو ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ بچوں میں شوق پیدا کرتے تھے ان کی حوصلہ افزائی کرتے اپنی جیب خاص سے ان کو انعام دیتے تھے۔ ماہانہ اجلاس میں ان کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے بچوں کے والدین کو اتنی فکر نہ ہوتی تھی، جتنی عارف صاحب کو رہتی تھی۔ بڑوں میں تعلیم بالغاں فروغ تعلیم القرآن کا سہ ماہی کورس شروع کیا۔ جہاں تعلیم کے ساتھ تجوید القرآن پر خصوصی توجہ دیتے، رمضان میں شبینہ، محفل میلاد منعقد کرتے غرضیکہ اصلاح معاشرہ فروغ تعلیم اعانت مستحقین بے شمار رفلاحی کام ان کی زندگی کا حصہ بن کر رہ گئے تھے۔

قدرت نے عارف دہلوی صاحب کو بڑی نعمتوں سے نوازا تھا۔ وہ تقریر وتحریر کی خصوصیات کے ساتھ قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اپنی صلاحیت کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کرنے میں صرف کیا اور جناب بہزاد لکھنوی صاحب سے شرفِ تلمذ حاصل تھا عارف صاحب عاشق رسول ﷺ تھے، آپ کے اشعار میں جذبہ، تڑپ محبت، طلب، عقیدت وابستگی پائی جاتی ہے ہر ہر شعر میں عشق رسول اکرم ﷺ نمایاں ہے۔ ایک جگہ کہتے ہیں۔

"میں گدائے نبی ہوں بڑا محترم ہوں"

دوسری جگہ کچھ اس طرح اظہارِ عقیدت ہو رہا ہے۔

میں نعت لکھتا ہوں نعت پڑھتا ہوں
بس یہی ہے عبادت میری روز وشب
یاد آتا ہے عارف مدینہ مجھے
دیکھیے وہ بلاتے ہیں مجھ کو کب

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

مدینہ کے آقا بس اتنا کرم ہو
کہ عارف کا مسکن دیارِ حرم ہو

ایک مقام پر عقیدت کا اظہار یوں ہو رہا ہے۔

https://www.ashrafia.net

ان کا ذکرِ مبارک کرو جھوم کر
رحمتیں آئیں گی رُت بدل جائے گی
اُن کی اُلفت ہو رَگ رَگ میں ہر دم رواں
زندگی پھر عبادت میں ڈھل جائے گی

یہ چند جھلکیاں عارف دہلوی صاحب کے اظہارِ عقیدت کی ہیں۔ عارف صاحب فلاح و بہبود کے کاموں میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ و ترویج، احکامِ قرآن و حدیث سے غافل نہ تھے وہ اپنا یہ کام رسالہ ”الاشرف“ کراچی کے ذریعہ کر رہے تھے۔ جو 18 سال سے شائع ہو رہا ہے صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی پاکیزہ مضامین دینی معلومات، روحانی اقدار کا علمبردار ہونے کی بناء پر سب کا پسندیدہ ہے۔

غرضیکہ قدرت نے عارف صاحب کو بیش بہا نعمتوں سے نوازا تھا۔ وہ اس دورِ خود غرضی میں بے غرض انسان تھے، وہ سب کے ہمدرد تھے، ہر ایک کے دکھ درد میں شریک، سب کے کام آنے والے، کام مسلسل کام ان کا مشن تھا۔ دوسروں کے دکھوں کو بانٹ لینا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، خلوص ایثار کے پیکر جذبہ خدمتِ خلق سے سرشار انسان تھے، رونقِ محفل تھے، جانِ مجلس تھے، شاید اقبال نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بقیہ ”کیا پاکستان اس لیے بنا ہے؟“

، سن رہے ہیں۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی فوج کسی روز دریائے آمو عبور کر کے مار دھاڑ کرتے ہوئے ماسکو تک جا پہنچیں گے“۔

نامور قانون دان ایس۔ ایم۔ ظفر کی ملاقات ایک امریکی کمانڈر سے ہوئی۔ کمانڈر نے ظفر صاحب سے کہا:

”آپ یقین کریں اگر پاکستانی فوج اور ہماری ٹیکنالوجی جمع ہو جائیں تو پوری دنیا مل کر بھی اس قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی“۔

آپ یقین رکھیں کہ یہ ملک جسے اللہ تعالیٰ نے اتنے وسائل اتنے تنوع، اتنی دولت، اتنے کمیٹڈ لوگوں اور اتنی اچھی فوج سے نواز رکھا ہے، یہ ٹوٹنے کے لیے نہیں بنا، قائم رہنے کے لیے اور تاریخ بنانے کے لیے بنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صبح ضرور طلوع ہوگی جو ہر میدان میں اسلام اور پاکستان کی فتح اور اعزاز کی کرنیں لے کر آنکھ کھولے گی، جب دنیا کا ہر شخص نعرہ لگا رہا ہوگا:

”پاکستان! زندہ باد!!“

https://www.ashrafia.net

حضرت سید ابوالحسن بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم اور بصیرت افروز تصنیف "کشف المحجوب" کی تلخیص

جناب عبدالستار طاہر صاحب

میں نے اس کتاب کا نام ''کشف المحجوب'' رکھا ہے تا کہ کتاب کا نام ہی اس کے تمام مضامین ومفاہیم کی گواہی دے خصوصاً وہ اصحاب جو بصیرت کی دولت سے مالا مال ہیں وہ جب کتاب کا نام سنیں انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کتاب کا اصل مفہوم کیا ہے یہ کتاب راہِ حق کو بیان کرنے اور حق کی شرح اور بشریت کے پردوں کو کھولنے کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے اس کا نام اس سے بہتر نہ ہوسکتا تھا۔ یادرکھیے حجاب کا ظاہر کرنا محجوب کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے میں نے یہ کتاب اس لیے بھی لکھی ہے کہ یہ اُن دلوں کو منور کردے جو تاریکی کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں لیکن نورِ حق کا سرمایہ ان کے دلوں میں موجود ہے لیکن وہ لوگ جن کا وجود ہی باطل کے خمیر سے اُٹھا ہے ان کو اس کتاب سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

ہمارا عہد:

خدا بزرگ و برتر نے ہمیں ایسے دور میں پیدا کیا ہے کہ جس دور کے لوگوں نے خواہشاتِ نفسانی کا نام شریعت اور طلبِ جاہ و ریاست اور تکبر کا نام عزت و علم اور خلقِ خدا سے ریاکاری کا نام خوفِ الٰہی اور دل میں کینہ چھپانے کا نام حلم اور فضول جھگڑوں کا نام مناظرہ اور لڑائیوں کا اور نادانیوں کا نام بزرگی اور منافقت کا نام زہد اور جھوٹی آرزو کا نام ارادت اور طبیعت کے ہذیان کا نام معرفتِ نفسانی وسوسوں کا نام محبتِ الٰہی اور کج روی اور گمراہی کا نام فقر اور انکارِ حق کا نام برگزیدگی اور بے دینی کا نام غنا اور حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ترک کرنے کا نام طریقت رکھا گیا ہے وہ جو معارفِ الٰہی کے جاننے والے ہیں اس جہاں سے الگ ہوگئے ہیں اور اہلِ دنیا نے غلبہ پالیا ہے۔

کچھ علم و عمل کے بارے میں:

میں نے عوام کے ایک گروہ کو دیکھا ہے جو علم کو عمل پر فضیلت بخشتا ہے اسی طرح میں نے ایک دوسرا گروہ دیکھا ہے جو عمل کو علم پر ترجیح دیتا ہے لیکن میرے نزدیک یہ دونوں باطل ہیں اس لیے کہ علم کے بغیر عمل کا تصور نہیں کیا جاسکتا بلکہ عمل اُس وقت وجود میں آتا ہے جب علم بھی اس میں شامل ہوتا کہ انسان اس کی وجہ سے ثواب کا حقدار ہوسکے مثلاً نماز کو ہی لیجئے جب تک انسان پہلے ارکان طہارت، پاک پانی کی پہچان، قبلہ کی شناخت، نیت کی

https://www.ashrafia.net

کیفیت اور ارکانِ نماز سے واقف نہ ہو نماز ادا ہی نہیں کر سکتا بلکہ وہ نماز ہی نہیں ہوتی۔ عمل حقیقت میں علم سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اس لیے جاہل عمل کو علم سے کس طرح الگ کر سکتا ہے اور وہ لوگ جو علم کو عمل پر فضیلت دیتے ہیں تو وہ بھی راستے پر نہیں ہیں کیونکہ عمل کے بغیر علم، علم نہیں کہلا سکتا۔ ارشادِ ربانی ہے ترجمہ ''اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا گویا کہ وہ اِسے جانتے ہی نہیں'' اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بے عمل عالم کا نام عالموں کی فہرست سے نکال دیا ہے اس لیے کہ علم کا سیکھنا اور اسے یاد کرنا یہ سب امور عمل کا ہی حصہ ہیں اور اسی میں شامل ہیں اور انہی وجوہات کی بناء پر انسان کو اس کا ثواب بھی ملتا ہے اگر عالم کا عمل اس کے قول وفعل سے کوئی تعلق نہ رکھے تو اسے اس میں سے کچھ ثواب نہیں ملتا۔

یہ بات دو گروہوں میں باعثِ نزع بن گئی ہے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ لوگ علم کی وجہ سے بلند درجے حاصل کرتے ہیں اور ان کے اعمال سے کوئی غرض نہیں رکھتے اور علم کی تہہ تک پہنچے بغیر ہی عمل کو اس سے جدا کر دیتے ہیں یہ لوگ نہ تو علم رکھتے ہیں اور نہ ہی عمل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جاہل اور بے وقوف بھی یہی سمجھنے لگتے ہیں کہ علم کے بجائے عمل کی ضرورت ہے اس کے برعکس دوسرا گروہ یہ سمجھتا اور کہتا ہے کہ علم کی ضرورت ہے عمل کی نہیں حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''میں نے راستے میں ایک پتھر پڑا دیکھا تھا جس پر لکھا تھا مجھے اُلٹا کر پڑھو میں نے اس پتھر کو پلٹا تو اس پر لکھا تھا جب تو جانی پہچانی چیز پر عمل نہیں کرتا تو پھر اس چیز کی تلاش میں کیوں ہے جسے تو جانتا ہی نہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو جو کچھ جانتا ہے اس پر عمل کرتا کہ اس کی برکت سے تو اُسے جان سکے جسے تو ابھی تک نہیں جان پایا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''علماء کا منصب یہ ہے کہ وہ علمی امور پر غور وفکر کریں اور جہلا کا کام ان کی نقل کرنا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جہالت کے عناصر عالموں میں نہیں ہوتے اور جو لوگ علم سے مرتبہ اور دنیا کی عزت حاصل کرنے کے خواہاں ہیں وہ عالم نہیں ہوتے کیونکہ مرتبے اور دنیاوی عزت کے لوازم جہالت کا حصہ ہیں اس لیے کبھی کہ کوئی درجہ کوئی رتبہ علم کے درجے سے بلند نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر علم نہ ہو تو انسان کبھی شایانِ ربی کو پہچان نہیں سکتا اور جب علم ہو تو پھر وہ سب مقامات، مشاہدات اور مراتب کے مقابل ہوتا ہے کمتر نہیں

آخری دروازہ:

بصرہ کا ایک دولت مند رئیس اپنے باغ میں گیا وہاں اس کی نظر کسان کی بیوی پر پڑی جو بڑی خوبصورت اور حسین تھی یہ رئیس اس پر فریفتہ ہو گیا اس نے بہانے سے اس کے شوہر کو کہیں کام پر بھیج دیا اور اس کے بعد اس کی بیوی سے کہا تمام دروازے بند کر دو عورت جو رئیس کی بدنیتی بھانپ گئی تھی بولی میں تمام دروازے بند کر سکتی ہوں مگر ایک دروازہ ایسا بھی ہے جسے میں بند نہیں کر سکتی دولت مند نے پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے؟ کسان کی بیوی نے جواب دیا ''وہ آخری دروازہ ہے جو ہمارے اور خدا کے درمیان ہے'' یہ سن کر وہ دولت مند بے حد نادم ہوا اور توبہ کی۔

https://www.ashrafia.net

چار علوم:

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں نے چار علم اختیار کئے تو دنیا کے تمام علوم سے نجات حاصل کر لی" لوگوں نے پوچھا حضرت وہ چار علوم کون سے ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔

پہلا علم:

یہ ہے کہ میں نے جان لیا کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے اس میں نہ تو کمی ہو سکتی ہے نہ زیاتی اس لیے زیادہ کی تلاش سے میں بے فکر ہو گیا۔

دوسرا علم:

میں نے یہ سیکھا اور جانا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر حق ہے جسے میرے علاوہ اور کوئی ادا نہیں کر سکتا اس لیے میں اسے پورا کرنے میں مصروف ہو گیا ہوں۔

تیسرا علم:

میں نے یہ حاصل کیا کہ ایک چیز ہے جو میری تلاش اور تعاقب میں ہے اور وہ موت ہے میں اس سے بھاگ نہیں سکتا اس لیے میں نے اس کا سامان کر لیا ہے اور نیک کام کرتا ہوں

چوتھا علم:

جو میں نے جانا اور اختیار کیا وہ یہ ہے کہ میرا ایک آقا ہے جو میرے تمام احوال سے واقف ہے اس لیے میں نے اس سے شرم کی اور نہ کرنے والے کاموں سے دستبردار ہو گیا اور جب انسان یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اِسے دیکھ رہا ہے تو پھر اِسے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے قیامت کے روز اسے شرمساری کا سامنا کرنا پڑے۔

ذاتِ الٰہی کا علم:

ذاتِ الٰہی کے علم کے لیے یہ شرط ہے کہ ہر عاقل و بالغ انسان اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود ہمیشہ سے تھا ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا وہ کسی خاص مکان اور مقام میں نہیں، اس کی ذات ہر نقص سے پاک اور مبرا ہے، مخلوق میں اس کی مانند کوئی اور چیز نہیں، نہ اس کے بیوی بچے ہیں اور نہ وہ کسی کا باپ ہے اور وہ سب کچھ جو ہمارے وہم و گمان اور عقل میں متصور ہوتا ہے ان سب کا پیدا کرنے والا اور انھیں قائم رکھنے والا وہی مالک اور آقا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی مثل اور اس کی مانند نہیں اور وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے اور اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اسی کا فرمان حق ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے اور شریعت کا رکن اوّل کتابِ الٰہی قرآن مجید ہے۔

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰحضرت شاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی علیہ الرحمہ

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

https://www.ashrafia.net

قسط: ۵

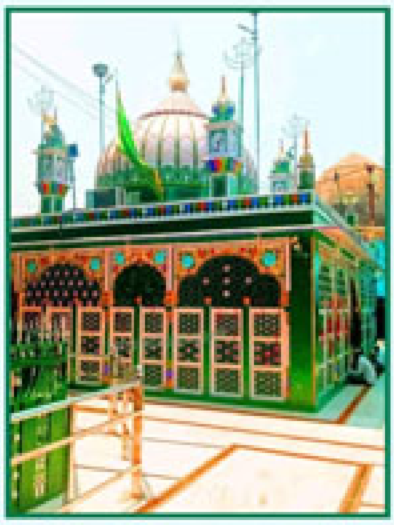

حضرت خواجہ مخدوم سیدنا
علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری نور اللہ مرقدہٗ

ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

حضور مخدوم پاک نے فرمایا تھا کہ: ''اپنے بیٹے کو مسجد میں نہ بھیجنا'' وہ بھاگی ہوئی آئی اور اپنے بیٹے کے لیے رونے لگی منت سماجت پر آپ نے اشارہ کر کے فرمایا: ''یہاں سے اینٹیں ہٹا کر ڈھونڈو''۔ اس نے ایسا ہی کیا اس کا لڑکا صحیح سلامت مل گیا

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اس واقعہ کے بعد جلالِ صابر بے نیام ہوگیا، لوگ پناہ مانگتے تھے، پناہ نہیں ملتی تھی، شہر میں وبا پھوٹی جس نے ہر طرف قیامت بپا کر دی، ایک ایک گھر سے ایک وقت میں دس دس جنازے اُٹھے جس کا جدھر منہ اُٹھا بھاگا، مگر موت پیچھے تھی لاشوں کو دفن کرنے والا نہیں ملتا تھا۔ چند روز میں ہندوستان کے اس امیر ترین اور بارونق شہر میں ''ھُو'' کا عالم طاری تھا لوگ جہاں اور جس حالت میں مرے وہیں پڑے رہے گدھ اور دوسرے انسانی گوشت خور پرندے بھی کھا کھا کر تنگ آگئے آخر یہ لوگ گل کر خاک میں مل گئے''۔

(انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء، جلد ششم، ص ۲۶۶۔۲۶۷)

اس روایت کو پڑھنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت صابر پاک نے پورے شہر کو جلا دیا اس مسجد میں وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے گستاخی نہیں کی تھی لیکن جب مسجد گری تو سب کے سب ختم ہوگئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیثِ قدسی کے مطابق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ نے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب اسے

https://www.ashrafia.net

محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ الخ۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام ابن حجر عسقلانی اور دیگر آئمہ حدیث سے مروی حدیثِ مبارکہ میں یہ کلمات بھی منقول ہیں وَلِسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ یعنی اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ کلام کرتا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، الاجزء الحادی عشر، ص ۳۴۴)

یعنی وہ بندہ خدا نہیں بن جاتا بلکہ اللہ کی صفات کا مظہر ہو کر ہر جگہ سے سنتا ہے ہر جگہ دیکھتا ہے ہر جگہ تصرف کرتا ہے اور اس کی کیفیت وہ ہو جاتی ہے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی آواز تو عبد اللہ کے حلقوم سے نکل رہی ہے لیکن بولنے والا اللہ ہے۔ تو حضرت صابر پاک قدس سرہ فنا فی اللہ کے مقام پر تھے اور جو ان کی زبان سے نکل جاتا تھا وہ ہو جاتا تھا یعنی اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی تھی کیونکہ اہلِ کلیر غرور و تکبر اور نخوت کا پیکر بنے ہوئے تھے، امرأ، وزراء اور ان کے علاوہ عوام الناس بھی گمراہی کا شکار تھے اور کسی بھی صحیح بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت بابا فرید قدس سرہ نے آپ کو وہاں تبلیغ کے لیے بھیجا تھا کہ آپ ان کے اخلاق و عادات و اطوار کو درست کریں اور ان کو ہدایت پہنچائیں لیکن انہوں نے تو آپ کی بات سننے سے ہی انکار کر دیا۔ امرأ کے غرور کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے مسجد میں اپنے لیے الگ جگہیں مقرر کر لیں تھیں کہ پہلی صف میں یہ بیٹھیں گے تو دوسری صف میں یہ اور کسی بھی غیر کو وہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی حالانکہ یہ بات سراسر شریعت کے خلاف ہے کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور اس میں جگہیں مقرر کرنا اور دوسروں کو ذلیل حقیر سمجھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ انہوں نے نہ صرف آپ کی ولایت کو ماننے سے انکار کیا بلکہ آپ کی تحقیر و تذلیل کرتے ہوئے سب سے پیچھے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ آخری صف میں پہنچ گئے، جس کے ساتھ ہی جوتیاں پڑی تھیں۔ پس اللہ کے ولی کو جلال آ گیا اور اس کیفیت میں جو کچھ آپ کی زبان سے نکلا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ ابتداء میں آپ نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور انہیں سمجھانے کی کوشش کی اور جب ان لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا اور ان کے حالات تحریر کیے۔ پیر و مرشد نے بھی دو خطوط ان لوگوں کے لیے روانہ کیے لیکن انہوں نے نہ صرف یہ کہ انکار کیا بلکہ ان خطوط کو بھی چاک کر کے حضرت صابر پاک قدس سرہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس وقت بھی آپ کو جلال آیا کہ انہوں نے میرے

https://www.ashrafia.net

پیرومرشد کے خط کو کیوں چاک کیا لیکن پھر بھی آپ نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے پیرومرشد کے حکم کا انتظار کیا اور جب بابا فرید قدس سرہ نے یہ جملہ لکھ کر بھیجا کہ: **"کلیر تمہاری بکری ہے، چاہو تو ذبح کرو چاہو تو دودھ پی لو"**۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ یہ لوگ اب ہدایت کے قابل نہیں اب تمہیں اختیار ہے کہ ان کے ساتھ جو چاہو کرو۔ پھر اس کے نتیجے میں وہ واقعہ رونما ہوا جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

حضرت صابر پاک قدس سرہ پر جذب و استغراق کی کیفیت کا طاری ہونا:

جذب واستغراق ایک کیفیت ہے جس میں بندہ دنیا سے غافل اور رب سے واصل ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے بھی غافل ہوجاتا ہے۔ صرف اور صرف رجوع الی اللہ ہوتا ہے، اسے اپنے رب کے سوا کوئی چیز یاد نہیں رہتی بلکہ وہ دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے غافل ہوکر صرف اور صرف رب کی یاد میں اور اس کے ذکر میں مشغول ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات یہ کیفیت کئی دنوں تک، کئی مہینوں تک اور سالوں تک بھی پہنچ جاتی ہے یعنی وہ بندہ کئی سال تک اس کیفیت میں رہتا ہے، حضرت صابر پاک قدس سرہ پر یہی کیفیت طاری ہوئی۔

بعض حضرات نے لکھا یہ کیفیت بارہ سال طاری رہی، اور بعض نے نو سال لکھا ہے۔ یعنی نو سال تک آپ دنیا و مافیہا سے بے خبر رہے اور اس مدت میں نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا، صرف اللہ کا ذکر کرتے رہے اور ذکر کے ساتھ ہی زندہ رہے، کیونکہ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو ذکرِ الٰہی اس کی غذا بن جاتی ہے تو آپ روحانی غذا کے ساتھ زندہ رہے اس واقعے کو انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء میں اس طرح بیان کیا ہے:

"کلیر کی تباہی کے بعد حضور سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ پر جذب واستغراق کی شدید کیفیت طاری ہوگئی، آپ نے گولر کے درخت کے ساتھ پشت مبارک لگائی اور بائیں ہاتھ سے گولر کی ایک شاخ پکڑی اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کرکے انگشت شہادت بلند کی اور ہاتھ قلب کے سامنے لاکر آسمان کی جانب نگاہ کی، تھوڑی دیر استغراقی حالت میں رہے، اسی حالت میں گولر کے درخت سے ہٹ کر تھوڑے فاصلے پر (جہاں آج کل آپ کا مزار پُرانوار ہے) کھڑے ہوگئے۔ ایک ساعت کے بعد آپ نے چشم جلال اٹھائی جو برق کی صورت میں زمین پر پڑی تو آپ کے پائے مبارک کے سات قدم کے فاصلے پر زمین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور چاروں طرف بڑھتی اور پھیلتی چلی گئی، ان چار چیزوں کو چھوڑ کر باقی زمین کلیر اور ہر شے کو جلا کے خاک کردیا۔ سارا کلیر شہر جل بھن کر خاکِ سیاہ ہوگیا۔ زمین تنور کی طرح گرم تھی کسی کو جرأت نہ تھی کہ وہ بارہ بارہ کوس کے حلقہ کے اندر قدم رکھ سکے۔ اسی اثناء میں حضرت بابا صاحب قدس سرہ کے خلفاء آپ کی مزاج پرسی کے لیے پہنچے مگر شدت تپش کی بناء پر آگے قدم نہ بڑھا سکے، حضور مخدوم پاک قدس سرہ نے علیم اللہ ابدال کو ان

https://www.ashrafia.net

سب کو لانے کے لیے بھیجا اور آپ اسی استغراقی کیفیت میں محو ہو گئے اور آپ کی زبان مبارک پر وہی کلمات "یَاھُوْ یَامَنْ ھُوْ یَا مَنْ لَیْسَ لَھُوْ اِلَّا ھُوْ" علیم اللہ ابدال نے بارگاہِ عالی میں عرض کیا کہ سب حضرات بغرض مزاج پرسی حاضر ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا حَقُّ" اور سب لوگ شاد کام بامراد آپ کی انتہائی کیفیات باطنی سے متاثر ہوئے"۔

(انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء، جلد ششم، ص: ۲۶۷)

حضرت صابر پاک قدس سرہ کا عالمِ استغراق سے باہر آنا:

حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ عرصۂ دراز تک اس کیفیت میں رہے جس طرح کے پہلے گزر چکا ہے کہ ایک روایت کے مطابق بارہ سال اور دوسری روایت کے مطابق نو سال آپ پر یہ کیفیت طاری رہی۔ ایک دن حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ پاک پٹن میں اپنے مریدین کی محفل میں رونق افروز تھے آپ نے فرمایا: "ایک عرصے سے میرا صابر کلیر میں عالمِ استغراق میں ہے تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اسے عالمِ ہوش میں لائے"۔ بابا صاحب کے اس ارشاد کے جواب میں محفل پر سناٹا طاری ہو گیا۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ خانقاہ کے خدام اور مریدین حضرت صابر پاک قدس سرہ کی شانِ جلالی سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لیے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کام کی حامی بھرے۔ سب نے عافیت اسی میں سمجھی کہ خاموشی اختیار کی جائے۔

اسی محفل میں بابا صاحب قدس سرہ کے ایک درویش حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہ بھی موجود تھے جو حافظِ قرآن و قاری قرآن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین آواز عطا فرمائی تھی اور بہت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔ وہ مرشدِ کامل کی تلاش میں پاک پٹن پہنچے تھے اور انہوں نے بیعت ہونے کی درخواست کی تھی۔ حضرت بابا صاحب قدس سرہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ: حضور! اجازت ہو تو میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے انہیں کلیر جانے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: **"تمہارا حصہ کلیر میں ہے"**۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ سے بیعت ہو گے، حضرت شیخ شمس الدین ترک علیہ الرحمہ حضرت بابا صاحب کی اجازت سے کلیر روانہ ہو گئے، طویل سفر کرتے ہوئے جب کلیر شریف پہنچے تو آپ نے شہر کلیر میں حضرت صابر پاک قدس سرہ کے جلال کے اثرات دیکھے تو فوراً تلاوتِ قرآن شروع کر دی، آپ جانتے تھے کہ یہی ایک ایسی چیز ہے جو جلالِ صابری کو کم کر سکتی ہے چنانچہ تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور اس مقام پر پہنچے جہاں پر حضرت صابر پاک قدس سرہ گولر کی شاخ پکڑے کھڑے تھے اور اس وقت آپ پر شدید محویت و استغراق کی کیفیت طاری تھی اور ظاہر ہے کہ اس کیفیت سے باہر لانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی کیونکہ جلالِ صابری کے اثرات وہ کلیر میں داخل ہوتے ہی محسوس کر چکے تھے۔

(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا فقط رمضان کے روزے کے ساتھ خاص ہے یا پھر واجب ونفل روزے کو بھی انہی شرائط کے ساتھ توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے؟

جواب: صرف رمضان کا ادا روزہ توڑنے میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔اس کے علاوہ کسی نفل یا واجب روزے کے توڑنے کی صورت میں کفارہ نہیں ہے البتہ اس روزے کی قضاء اورتوبہ لازم ہے۔

(بدائع الصنائع کتاب الصوم جلد:2 ،صفحہ:102،دار الکتب العلمیہ بیروت)

سوال: ہمارے معاشرے میں یہ رواج ہے کہ جس شخص کی اولاد نہ ہوتو وہ کسی کا بچہ گود لے لیتا ہے، گود لینے کے بعد بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ گود لینے والا چاہتا ہے کہ میرے بعد اس بچے کو کوئی پریشانی نہ ہواس لیے وہ اپنی مرضی اوررضامندی سے اپنی کچھ متعین جائیداد اس نابالغ بچے کو ہبہ کردیتا ہے۔ نابالغ بچے کا جو حقیقی والد ہے وہ بھی موجود ہوتا ہے مگر حقیقی والد جب اپنے بچے کو کسی کے ہاں پرورش کے لیے اس کے قبضے میں دے دیتا ہے تو اس بچے سے لاتعلق ہوجاتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اب مجھ پر اس بچے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے ساری ذمہ داری گود لینے والے کی ہے کہ اسی کے قبضے میں ہی بچہ ہے اس لیے گود لینے والا شخص جب اپنی کوئی جائیداد اس نابالغ کے نام ہبہ کرواتا ہے تو حقیقی والد کا کوئی قبضہ نہیں دیا جاتا۔سوال یہ ہے کہ حقیقی والد کے قبضے کے بغیر کیا نابالغ اس جائیداد کا مالک بنے گا جو گود لینے والے نے اس کے نام ہبہ کی ہے؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں مفتیٰ بہ قول کے مطابق پرورش کرنے والے نے جو متعین جائیداد نابالغ کو ہبہ کی ہے، نابالغ اس جائیداد کا مالک بن جائے گا، اگرچہ وہ جائیداد حقیقی والد کے قبضے میں نہ دی جائے بلکہ گود لینے والے کے قبضے میں ہی رہے، کیونکہ جس کو نابالغ پر ولایت حاصل ہو، اس کے محض عقد ہبہ کرتے ہی نابالغ مالک بن جاتا ہے، اس کے ولی کا قبضہ نابالغ کا قبضہ شمار ہوتا ہے۔ یہاں پر بھی پرورش کرنے والا مفتیٰ بہ قول کے مطابق، باپ کی موجودگی میں بھی نابالغ کی طرف سے قبضہ کا ولی قرار پاتا ہے اوراس کی طرف سے ہبہ پر قبضہ کرسکتا ہے،لہٰذا نابالغ اس جائیداد کا مالک بن جائے گا۔

https://www.ashrafia.net

تفصیل اس میں یہ ہے کہ پرورش کرنے والا جیسے نابالغ کا بھائی، ماں یا کوئی اجنبی، نابالغ کے باپ کی موجودگی میں نابالغ کی طرف سے قبضہ کا ولی بن سکتا ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ کرام جیسے امام فخر الاسلام علی البزدوی رحمہ اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ جب نابالغ، ان کی پرورش میں ہے تو یہ افراد نابالغ کو دیے جانے والے ہبہ پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ باپ موجود ہو، جیسا کہ اگر نابالغہ کا نکاح کسی سے کر دیا جائے اور نابالغہ اس کے پاس بھیج بھی دی جائے تو اب باپ کی موجودگی میں بھی نابالغہ کا شوہر، نابالغہ کو دیے جانے والے ہبہ پر قبضہ کر سکتا ہے، کیونکہ نابالغہ اس کی پرورش میں ہوتی ہے۔ بعض مشائخ کرام جیسے امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ نابالغہ کا شوہر تو باپ کی موجودگی میں نابالغہ کے ہبہ پر قبضہ کر سکتا ہے مگر دیگر افراد باپ کی موجودگی میں نابالغ کے ہبہ پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ امام قاضی خان رحمہ اللہ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی کو صحیح فرمایا ہے کہ جس کی عیال میں بھی نابالغ ہو وہ نابالغ کو دیے گئے ہبہ پر قبضہ کر سکتا ہے اگرچہ باپ موجود ہو۔ اسی قول کو علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے ترجیح دی اور امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دے کر اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔

اس تفصیل کے دلائل:

جسے نابالغ پر ولایت ہو، اس کے محض عقدِ ہبہ سے ہی ہبہ مکمل ہو جاتا ہے۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:

هبة من له ولاية على الطفل في الجملة تتم بالعقد) لو الموهوب معلوما و كان في يده أو يد مودعه. لأن قبض الولي ينوب عنه. و الأصل أن كل عقد يتولاه الواحد يكتفي فيه بالايجاب

ترجمہ: جسے بھی بچے پر ولایت حاصل ہو، اس کا بچے کو ہبہ کرنا محض عقد سے ہی مکمل ہو جاتا ہے جبکہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہے وہ معلوم ہے اور ہبہ کرنے والے کے قبضہ میں ہو یا اس کے مودَع کے قبضہ میں ہو، کیونکہ ولی کا قبضہ ہی بچے کی طرف سے قبضہ کہلائے گا۔ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ عقد جو ایک شخص سے ہی مکمل ہو جاتا ہے، اس میں ایجاب کر دینا ہی کافی ہے۔

(تنویر الابصار مع الدر المختار کتاب الھبة جلد:8 صفحہ:498 مطبوعہ بیروت)

پرورش کرنے والا، نابالغ کے باپ کی موجودگی میں نابالغ کی طرف سے قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں، اس کے بارے میں محیط برہانی میں ہے:

فمن المشائخ من سوى بين الزوج و الجد و الأم و الأخ الذي يعوله و قالوا: يصح القبض من هؤلاء على الصغير و ان كان الأب حاضرا و ما ذكر من الشرط وقع اتفاقا في الكتب و اليه ذهب الشيخ الامام الأجل الزاهد فخر الإسلام علي البزدوي و منهم من فرق بين الزوج و غيره و قال يصح قبض الهبة عليها من الزوج حال حضرة الأب و لا يصح قبض غيره حال حضرة الأب و ان كان الصغير في عياله واليه ذهب الشيخ الامام شمس الأئمة السرخسي وجه ما ذهب اليه فخر الاسلام: أن

https://www.ashrafia.net

الزوج انما ملك القبض حال حضرة الأب بسبب العول موجود في حق هؤلاء۔

ترجمہ: بعض مشائخ علیہم الرحمہ نے نابالغ کی پرورش کرنے والوں میں شامل شوہر، دادا، ماں اور بھائی، سب کا ایک ہی حکم بیان فرمایا ہے کہ نابالغ کی طرف سے ان افراد کا قبضہ درست ہے اگرچہ نابالغ کا باپ موجود ہو۔ کتب فقہ میں جو یہ شرط ذکر کی گئی ہے (کہ باپ، باپ کا وصی، دادا، دادا کا وصی نہ ہوں تو پرورش کرنے والے نابالغ کی طرف سے قبضہ کر سکتے ہیں) یہ شرط اتفاقی ہے۔ اسی کو شیخ امام اجل فخر الاسلام علی بزدوی رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا۔ بعض مشائخ علیہم الرحمہ نے شوہر اور دیگر پرورش کرنے والے افراد میں فرق کیا ہے اور فرمایا: باپ کی موجودگی میں نابالغہ کی طرف سے اس کے شوہر کا قبضہ کرنا تو درست ہے مگر دیگر افراد کا باپ کی موجودگی میں نابالغ کی طرف سے قبضہ کرنا درست نہیں ہے اگرچہ نابالغ ان کی پرورش میں ہو۔ اس مؤقف کو شیخ امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے۔ امام فخر الاسلام رحمہ اللہ کے مؤقف کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کو باپ کی موجودگی میں نابالغہ کی طرف سے قبضہ کرنے کی اجازت ملنے کا سبب نابالغہ کی پرورش کرنا ہے اور یہی سبب دیگر افراد کے حق میں بھی موجود ہے۔

(المحیط البرهانی کتاب الهبة جلد: 6، صفحہ: 252 مطبوعہ بیروت)

فتاوی قاضی خان میں ہے:

ولو كان الصغير في عيال الجد او الاخ او الام او العم، فوهب له هبة، فقبض الهبة من كان الصغير في عياله والاب حاضر، اختلف المشائخ رحمهم الله تعالى فيه. قال بعضهم: لا يجوز، و الصحيح هو الجواز كما لو قبض الزوج و ابو الصغيرة حاضر.... و كذا لو كان الصغير في عيال اجنبي، كان لذلك الاجنبي حق القبض۔

ترجمہ: اگر نابالغ، دادا یا بھائی یا ماں یا چچا کی پرورش میں ہو اور اسے کوئی چیز ہبہ کی جائے اور نابالغ کے باپ کی موجودگی میں ہبہ پر قبضہ وہ کرے جس کی پرورش میں نابالغ ہو، تو اس میں مشائخ علیہم الرحمہ کا اختلاف ہے، بعض نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے جس طرح نابالغہ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی اور اس کے شوہر نے نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں قبضہ کیا (تو جائز ہے) اسی طرح اگر نابالغ، اجنبی کی پرورش میں ہو تو اس اجنبی کو بھی قبضے کا حق حاصل ہے۔

(فتاوی قاضی خان جلد: 3، صفحہ: 151 مطبوعہ بیروت)

ردالمحتار میں ہے:

لو قبض له من هو في عياله مع حضور الاب، قيل لا يجوز و قيل يجوز، و به يفتى. مشتمل الاحكام. و الصحيح الجواز كما لو قبض الزوج و الاب حاضر. خانيه. و الفتوى على انه يجوز. اسروشني فقد علمت ان الهداية و الجوهرة على تصحيح عدم جواز قبض من يعوله مع عدم غيبة الاب و به جزم صاحب البدائع. و قاضيخان و غيره من اصحاب الفتاوى صحوا خلافه و كن على ذكر مما قالوا لا يعدل عن تصحيح قاضيخان، فانه فقيه

https://www.ashrafia.net

النفس ولا سیما وفیه هذا نفع للصغیر فتامل عند الفتوی

ترجمہ: اگر بچے کے ہبہ پر باپ کی موجودگی میں، اس نے قبضہ کیا، جس کی پرورش میں بچہ ہے تو ایک قول کے مطابق یہ جائز نہیں ہے اور ایک قول کے مطابق جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (اسی طرح مشتمل الاحکام میں ہے) صحیح یہ ہے کہ جائز ہے جس طرح باپ کی موجودگی میں نابالغہ کا شوہر قبضہ کرسکتا ہے (اسی طرح خانیہ میں ہے) فتوی اس پر ہے کہ یہ جائز ہے۔ (علامہ اسروشنی رحمہ اللہ نے یہ ذکر کیا ہے) تو نے جان لیا کہ ہدایہ اور جوہرہ میں اس قول کی تصحیح کی گئی ہے کہ جب باپ غائب نہ ہو، موجود ہو تو پرورش کرنے والے کا قبضہ کرنا جائز نہیں ہے۔ صاحب بدائع نے اسی پر جزم فرمایا۔ امام قاضی خان اور دیگر اصحاب فتاوی نے اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا ہے، اور تجھے مشائخ کا وہ قول یاد رہے کہ امام قاضی خان رحمہ اللہ کی تصحیح سے عدول نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ فقیہ النفس ہیں، خصوصا یہاں تو بچے کا نفع بھی ہے۔ لہذا فتوی دیتے وقت غور وفکر کریں۔

(ردالمحتار جلد، کتاب الھبہ، جلد:8 صفحہ:500 مطبوعہ بیروت)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو بچے بچپن میں فوت ہو گئے کیا ان سے قبر میں سوالات ہوں گے؟

جواب: راجح قول کے مطابق مسلمان والدین کے بچوں سے سوالاتِ قبر نہیں ہوں گے۔ مشرکین کے بچوں سے سوالاتِ قبر ہوں گے یا نہیں؟ اس باب میں امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ: ''مسلمانوں کے بچوں سے بھی سوالاتِ قبر ہوں گے، لیکن منکر نکیر سوال کر کے بچے کو جواب سکھا دیں گے اور بچہ اس کے مطابق جواب دے دے گا''۔

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی المعروف امام کمال ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 861ھ) مسایرہ میں اور آپ کے شاگردِ محترم علامہ کمال الدین محمد ابنِ ابی شریف (متوفی 905ھ) اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں:

(والاصح ان الانبیاء) علیهم الصلاة والسلام (لا یسئلون) فی قبورهم (ولا اطفال المومنین...و) قد (اختلف فی سؤال اطفال المشرکین و) فی (دخولهم) هل یدخلون (الجنة او النار فتردد فیهم ابو حنیفة وغیره) فلم یحکموا فی حقهم بسؤال ولا بعدمه ولا بانهم من اهل الجنة ولا من اهل النار-

یعنی زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے ان کی قبروں میں سوالات نہیں ہوں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے بچوں سے سوال ہوں گے البتہ مشرکین کے بچوں سے سوالاتِ قبر ہونے اور ان کے جنتی یا دوزخی ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے بچوں کے برزخی معاملات میں تردد کیا ہے اور ان سے سوالاتِ قبر ہونے یا نہ ہونے، یوہیں ان کے جنتی یا دوزخی ہونے کا کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔

(المسامرۃ فی شرح المسایرۃ ج:2،ص:119،121 المکتبۃ الازھریۃ للتراث مصر،ملتقطاً)

https://www.ashrafia.net

جناب حبیب اشرف صبوحی صاحب

مکتوبِ حبیب

برادرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید یہ ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے ''الاشرف'' موصول ہوا۔ جس سے بھائی عبدالحفیظ صاحب کے انتقال پُر ملال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بہت افسوس ہوا۔ اُن کی بیماری کی خبریں آتی تھیں لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ بیماری جان لیواء ہوگی۔ بے انتہاء محبت کرنے والے تھے۔ پرانے وضع دار اور روائیت پسند لوگ اس دنیا سے کوچ کرتے جارہے ہیں۔ میری شادی کے موقع پر عارف صاحب اور عبدالحفیظ صاحب آئے تھے اُن کی تصاویر بھی موجود ہیں۔ آج سے کئی سال پہلے ایک حادثے میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب کا ہاتھ کٹنے کے قریب تھا لیکن عبدالحفیظ صاحب کی انتھک کوششوں سے ان کا ہاتھ کٹنے سے بچ گیا۔ عبدالحفیظ صاحب کی بے پناہ مالی خدمات نے اُن کو نئی زندگی بخشی، جس کا اعتراف بھائی عبدالرحمٰن صاحب زندگی بھر کرتے رہے۔ ''صبر'' جیسے رسمی الفاظ کے سوا انسان کچھ نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ! سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے، مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل دے۔ آمین

خیر اندیش

حبیب اشرف صبوحی

https://www.ashrafia.net

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت مولانا غلام صابر ابراہیم اشرفی مدظلہ العالی

(پریٹوریا، جنوبی افریقہ)

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت مولانا غلام صابر ابراہیم اشرفی مدظلہ العالی 14 جولائی 1949ء میں جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عبدالرحمٰن ابراہیم صابری چشتی صحیح العقیدہ سنی اور اہلبیت اطہار کے سچے شیدائی تھے۔

ابتدائی تعلیم:

جنوبی افریقہ کے محکمہ تعلیم میں حکومت کی جانب سے گورنمنٹ اسکولوں میں یہ اجازت تھی کہ مسلمانوں کو علومِ دینیہ کی تعلیم دینے کے لیے اسکول کے نظام الاوقات کے مطابق علمائے کرام تشریف لا کر قرآن، حدیث اور مسائل دینیہ بچوں کو سکھاتے تھے اس تعلیم نے علمِ دین کی جانب راغب کیا۔

میٹرک کے پہلے سال اکتوبر 1968ء میں آپ نے علمِ دین حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس سلسلے میں پاکستان کا انتخاب کیا۔ ایمیگریشن ڈپارٹمنٹ پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات مولانا یوسف صالح علیہ الرحمہ سے ہوئی جو پہلے ہی پاکستان میں اہلسنت کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی پاکستان میں زیرِ تعلیم تھے مولانا نے ان کے گھر والوں کو پاکستان کی معلومات دی اور مطمئن کیا گھر والوں نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا۔ چنانچہ پہلے آپ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم میں داخل ہوئے لیکن راولپنڈی کی آب وہوا راس نہیں آئی، چنانچہ آپ کراچی منتقل ہو گئے اور یہاں حضرت علامہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری اشرفی علیہ الرحمہ کے دارالعلوم جامعہ علیمیہ المرکز الاسلامی، ناظم آباد میں داخل ہوئے اور یہاں مسلسل پانچ سال جید علمائے کرام سے اکتسابِ علم کیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں:

(۱) حضرت علامہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری اشرفی علیہ الرحمہ
(۲) مولانا انوار اللہ علیہ الرحمہ
۳) مولانا سید عبدالحئی بخاری علیہ الرحمہ
(۴) مولانا ظفر اللہ علیہ الرحمہ
۵) مولانا نصر اللہ علیہ الرحمہ
۶) مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ
۷) مولانا یحییٰ صدیق علیہ الرحمہ
(۸) مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ
۹) پروفیسر یوسف چشتی علیہ الرحمہ

https://www.ashrafia.net

روحانی سفر کا آغاز اور حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے ملاقات:

مولانا غلام صابر صاحب حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی پہلی زیارت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں علماء و حفاظِ کرام کی دستار بندی کا موقع تھا۔ میں بھی اس جلسے میں علماء و مشائخ کی زیارت اور حفاظ و علماء کرام کی دستار بندی کا روح پرور منظر دیکھنے کے لیے پہنچا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک پُرنور روحانی شخصیت اسٹیج پر جلوہ گر ہے۔ آپ اشرفی لباس میں پورے جاہ و جلال سے تشریف فرما تھے۔ آپ کا چہرہ ایسا پُرکشش اور روحانی تھا کہ اسلاف کی یاد تازہ ہوگئی اور میں نے اُسی وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: "اے اللہ! مجھے ان بزرگ سے ملا دے اور ان کا بنا دے" جلسہ کے اختتام پر بلمشافہ ملاقات تو نہ ہوسکی، البتہ ان کا تصور دل میں لیے ہوئے اسلامک سینٹر اپنے ہوسٹل آ گیا۔

دوسرے روز میرے ہم مدرسہ مولانا آزاد بخش (فجی آئرلینڈ سے تعلق رکھتے تھے) میرے کمرے میں آئے اور ایک پیر صاحب کا ذکر کیا اور ملاقات کے لیے پوچھا: پہلے تو میں نے منع کر دیا لیکن پھر انہوں نے مجھے ان کی تصویر دکھائی، جسے دیکھ کر میں بے چین ہوگیا اور سمجھ گیا کہ اللہ نے میری دعا قبول کرلی اور میں مولانا آزاد بخش کے ہمراہ درگاہِ عالیہ اشرفیہ حاضر ہوا اور پھر آئندہ زندگی کے لیے حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی غلامی اختیار کرلی۔

بیعت کے بعد حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے استغفار اللہ الصمد اور دعائے حزب البحر کے چلے کرائے اور ان کے حکم کے مطابق الحمدللہ! دعائے حزب البحر رمضان المبارک کا چلہ (ہر سال) جاری ہے۔

ایک روحانی سفر:

1977ء میں حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ اپنے سالانہ سفر (جو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے عرس کے پہلے دن کی صدارت کے لیے ہوتا تھا) کے لیے روانہ ہوئے تو مولانا غلام صابر اشرفی (ساؤتھ افریقہ) اور مولانا عبدالرشید (موزمبیق، ایسٹ افریقہ) کو ہمراہ لیا۔ یہ کم و بیش ایک ماہ کا سفر تھا، جس میں لاہور، راولپنڈی اسلام آباد، سیالکوٹ، سوات اور ملاکنڈ تشریف لے گئے۔ اس پورے سفر میں بہت سارے واقعات پیش آئے اور اپنے پیرو مرشد کو خلوت و جلوت میں دیکھا اور روحانیت کے اسرار و رموز سیکھے اور بہت سے تجربات حاصل ہوئے۔

خلافتِ اشرفیہ:

30 نومبر 1978ء کو حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے **"خلافتِ اشرفیہ"** وظائف اور نقوشِ اشرفیہ سے نوازا اور وطن واپسی پر سینہ سے لگا کر ساؤتھ افریقہ میں خدمتِ اسلام اور ترویج سلسلۂ اشرفیہ کے لیے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ساؤتھ افریقہ واپس پہنچ کر آپ نے مختلف مساجد اور مدارس میں خدمتِ اسلام انجام دی۔ اب آپ ساؤتھ افریقہ کے شہر پریٹوریا میں مقیم ہیں اور خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

تذکرہ

حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب کا نام: تذکرہ حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

صفحات: 52

اشاعت: 1447ھ

ناشر: الاشرف پبلیکیشنز، درگاہ عالیہ اشرفیہ، کراچی

حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کی ان عظیم المرتبت ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے روحانیت زہد وتقویٰ اور مجاہدہ وریاضت کے ذریعے لاکھوں دلوں کو اللہ کی طرف مائل کیا۔ ان کی سیرت وتعلیمات ایک روحانی چراغ کی مانند ہیں جو آج بھی قلوب کو منور کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کی یہ کتاب اس عظیم المرتبت ولی کامل کی حیات وخدمات پر ایک نہایت وقیع اور تحقیقی دستاویز ہے۔ جو آپ کی حیاتِ مبارکہ کو مفصل اور جامع انداز میں پیش کرتی ہے۔ حضرت نے اس کتاب میں کئی اہم باتیں ذکر فرمائیں ہیں جو دوسری کتب میں بہت کم نظر آتی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ ''حضرت زہد الانبیاء بابا فرید شکر گنج قدس سرہ تک سلسلہ چشتیہ تسلسل کے ساتھ چلا آرہا تھا لیکن یہاں پہنچ کر اس سلسلے کی دو شاخیں ہوئیں۔ حضرت بابا صاحب قبلہ کے دو جلیل القدر مرید وخلیفہ ایک حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی اور دوسرے حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہما ان دونوں شخصیتوں سے دو سلسلے ظاہر ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی قدس سرہ سے نظامی سلسلہ چلا اور حضرت صابر کلیری قدس سرہ سے صابری سلسلہ چلا۔ اس طرح سلسلہ چشتیہ کی یہ دو شاخیں ہوئیں۔ ان دونوں شخصیات اور ان کے مریدین وخلفاء نے برصغیر پاک وہند میں دین اسلام کی ترویج واشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا''۔ مصنف نے اس کتاب کو صرف واقعات کا مجموعہ نہیں بنایا بلکہ ایک محقق کی نظر سے ہر پہلو کو جانچا، پرکھا اور قاری کے سامنے مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔

کتاب کی خصوصیات

ا) سیرت کا جامع احاطہ:

کتاب میں حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت، نسب

https://www.ashrafia.net

ابتدائی تعلیم و تربیت، روحانی تربیت، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ سے تعلق، خلافت و مجاہدہ، کرامات اور تبلیغی خدمات کا نہایت خوبصورت اور مربوط انداز میں بیان کیا گیا ہے

۲) علمی و تحقیقی اسلوب:

مصنف نے مستند حوالوں اور تاریخی شواہد کے ساتھ ہر باب کو مزین کیا ہے۔ زبان و بیان میں نہ صرف ادبی چاشنی ہے بلکہ تحقیق کی پختگی بھی واضح نظر آتی ہے۔

۳) تصوف اور سلوک کا بیان:

حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مقام، ان کے مجاہدات چلہ کشی، خاموشی کی عادت اور ان کے زہد و تقویٰ کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری خود کو ایک روحانی سفر میں محسوس کرتا ہے

۴) اصلاحی پیغام:

کتاب کے مطالعہ سے ایک عام قاری کو صوفیاء کی اصل روح یعنی خدمتِ خلق، خدا سے قربت اور نفسانی خواہشات سے مجاہدہ کا پیغام بھی واضح طور پر ملتا ہے۔

۵) مؤثر طرزِ تحریر:

ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی صاحب کی تحریر میں سلاست، روانی اور اثر انگیزی ہے۔ قاری ایک بار مطالعہ شروع کرے تو کتاب سے جڑے بغیر رہنا ممکن نہیں رہتا۔

نتیجہ:

یہ کتاب حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کا آئینہ ہے، جو ہر طالبِ علم، محقق اور صوفی مزاج قاری کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔ علمی، تحقیقی اور روحانی پہلوؤں کا حسین امتزاج اس کتاب کو نہایت ممتاز بناتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ کتاب صوفیاء کرام کی سیرت پر لکھی گئی بہترین کتب میں شمار کی جاسکتی ہے۔

✷.....✷.....✷.....✷

آپ کا دربار ہے لاہور میں

جناب سؔرور نقشبندی صاحب

بارشِ انوار ہے لاہور میں
آپ کا دربار ہے لاہور میں

آ کے دیکھو گر یقیں آتا نہیں
زندگی بیدار ہے لاہور میں

جلوہ گر ہے یاں طریقت کا گلاب
اِک عجب مہکار ہے لاہور میں

اس لیے آتے ہیں یاں سارے ولی
قافلہ سالار ہے لاہور میں

کھوٹے سکوں کے جہاں لگتے ہیں دام
ایک ہی بازار ہے لاہور میں

سید ہجویر کا مسکن ہے یہ
ہر کوئی سرشار ہے لاہور میں

مجھ کو سؔرور غم ستائیں کس لیے
جب مرا غمخوار ہے لاہور میں

طب و صحت

موٹاپا

’’فاقہ کشی موٹاپے کا علاج نہیں ہے‘‘

جناب حکیم عبدالحنان صاحب

وزن بڑھنے کے بہت سے اسباب ہیں۔جن میں سب سے اہم سبب غذا کی زیادتی یا اس کا صحیح انتخاب یا پھر ورزش کی کمی ہے۔ دراصل موٹاپے کو سمجھنے اور اسے دور کرنے کی تدابیر اپنانے سے پہلے ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ غذا کیا ہے۔جسم کے لیے کون کون سے غذائی اجزاء کی ضرورت ہوا کرتی ہے ان کے کیا کام ہیں اور دراصل متوازن غذا کسے کہا جائے گا۔

غذا کا پہلا اہم جز لحمیات یا پروٹین ہے جو جسم کے بنانے بڑھانے اور ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس کی ضرورت ہر عمر میں ہوتی ہے مگر خاص طور پر بچوں کو زیادہ مقدار میں درکار ہوتا ہے کیونکہ ان کا جسم بن رہا ہوتا ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہا ہوتا ہے۔اس کے بعد اس کی ضرورت ضعیفوں کو ہوا کرتی ہے۔ان کا جسم بڑھ تو نہیں رہا ہوتا مگر ٹوٹ پھوٹ کی زیادتی کی وجہ سے جسم کی تعمیر کے لیے پروٹین زیادہ درکار ہوتی ہے۔یہ ہمیں گوشت، انڈا، مچھلی، دودھ، دالوں، خشک میوے اور سویا بین سے وافر مقدار میں مل جاتی ہے۔

دوسرا اہم غذائی جز نشاستہ یا کاربوہائیڈریٹس ہے۔اس سے جسم میں حرارت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔اس کی ضرورت بھی ہر عمر میں ہوا کرتی ہے مگر خصوصاً بچوں اور جوانوں کو زیادہ درکار رہتا ہے۔ بچوں کو اس لیے کہ دوڑ بھاگ، کھیل کود میں ان کو توانائی اور حرارت خرچ ہوتی رہتی ہے۔ جوان چونکہ اپنی عمر کے اس دور سے گزر رہے ہوتے ہیں۔جس میں انہیں انتہائی محنت مشقت کرنی ہوتی ہے خواہ وہ دماغی ہو یا جسمانی، جسمانی محنت کرنے والوں کو نشاستہ نسبتاً زیادہ چاہیے ہوتا ہے۔ دماغی محنت کرنے والوں کو نشاستے کے ساتھ ساتھ لحمیات بھی درکار ہوتے ہیں۔ یہ اناج، چاول زمین کے اندر پیدا ہونے والی سبزیوں، شکر اور شکر سے بنی ہوئی چیزوں سے فراہم ہوجاتے ہیں۔

غذا کا تیسرا جز چکنائی یا فیٹس ہیں، یہ بھی جسم میں حرارت و توانائی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ساتھ ہی یہ بطور ذخیرہ جسم میں جمع ہونے کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ اگر ضرورت سے

https://www.ashrafia.net

زیادہ غذا میں موجود ہوں تو زیر جلد، پیٹ کی جھلّیوں اور دیگر اعضاء کے اردگرد چربی کی شکل میں جمع ہوجاتی ہیں تاکہ ایسے وقت پر کام آسکیں جب کسی وجہ سے جسم کو غذا کم مل رہی ہو یا نہ مل رہی ہو۔ مثلاً فاقہ کشی، طویل بیماریاں معمول سے زیادہ محنت مشقت وغیرہ۔ عورتوں میں قدرتی طور پر چربی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوا کرتی ہے اور وہ ان کی فطری ضرورت ہے۔ چونکہ دورانِ حمل اور بچے کو دودھ پلانے کے زمانے میں جب زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے تو یہی جمع شدہ چربی ساتھ دیتی ہے۔ اس کے ذریعے حاصل ہونے کے ذرائع روغنیات، بالائی، مکھن، پنیر، گھی، انڈا، روغن والے بیج خشک میوے وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ تمام نشاستے دار چیزیں بھی چربی بناتی ہیں وہ اس طرح اگر نشاستہ ضرورت سے زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو کیمیاوی انہضام کے بعد چربی میں تبدیل ہو کر ذخیرہ ہوتا رہتا ہے اور جمع شدہ چربی جسم کو بدوضع بناتی ہے۔

مذکورہ غذائی اجزاء کے علاوہ غذا کو متوازن رکھنے کے لیے چند مزید چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مثال کے طور حیاتین، معدنیات، نمکیات اور پانی وغیرہ یہ بھی سبزیوں پھلوں، دودھ، انڈا، گوشت، اناجوں کے چھلکوں وغیرہ سے فراہم ہوجاتے ہیں لیکن معدنیات ونمکیات کنوؤں اور چشموں کے پانی سے بھی جسم کو ملتے ہیں مگر ان کا تعلق چونکہ براہ راست وزن بڑھانے سے نہیں ہے، اس لیے ان کی تفصیل میں ہم نہیں جائیں گے۔

غذائی اجزاء کا بغور جائزہ لینے پر ہمیں اندازہ ہوگیا کہ وزن بڑھانے میں دو چیزیں اہم کردار ادا کررہی ہیں ایک نشاستہ اور دوسرے چکنائی۔ مٹاپے کی بنیادی وجہ غذا کا غیر متوازن ہونا ہے۔ چونکہ غذا کے انتخاب میں بنیادی چیز جس کا لحاظ رکھنا چاہیے وہ عمر اور کام کی نوعیت ہے۔ اسی وجہ سے بچوں کی غذا ہمیں ان کی جسمانی ضروریات کو مدِنظر رکھتے ہوئے جوانوں کے مقابلے میں بالکل الگ منتخب کرنی ہوتی ہے۔ اسی طرح ضعیف العمر حضرات کی غذا جوانوں کے مقابلے میں مختلف ہونا چاہیے۔ جوانوں میں بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ کام زیادہ جسمانی محنت کا کیا جارہا ہے یا بیٹھ کر دماغی محنت کرتے ہوئے وقت گزرتا ہے۔ اسی طرح ایک خانہ دار خاتون کو اپنی دن بھر کی دوڑ بھاگ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا غذائی نقشہ بنانا چاہیے جو بھی غذا چوبیس گھنٹے میں استعمال ہورہی ہے اگر وہ خرچ بھی کردی جاتی ہے تو جسم پر مٹاپا طاری نہیں ہوگا۔ اس کے برخلاف بدن کا بے ڈول ہو جانا لازمی ہے۔ غذا کی مقدار سے مراد یہاں غذائی اجزاء کی مقدار ہے جس کا تناسب عمر اور محنت ومشقت کے لحاظ سے رکھنا ضروری ہوجاتا ہے۔

اگر ہم برصغیر کے لوگوں کی غذائی عادات کا بغور جائزہ لیں تو پتا چلے گا یہاں وزن بڑھنے کا سبب چکنائی اس قدر نہیں ہے

https://www.ashrafia.net

جتنا کہ نشاستہ ہے۔ چونکہ ہماری غذا کا بڑا حصہ نشاستہ پر منحصر ہوتا ہے۔ مثلاً روٹی چاول، زمین کے اندر پیدا ہونے والی ترکاریاں اور میٹھا چکنائی عام طور پر بہت زیادہ استعمال نہیں ہوتی۔ دیہاتوں میں گھی و مکھن کھانے کا زیادہ رواج ہے مگر وہاں اسی اعتبار سے زندگی بھی سخت گزاری جاتی ہے۔ ہمارے یہاں زیادہ تر چکنائی والے سالن پکانے یا چیزوں کو تلنے میں استعمال کی جاتی ہے، جو کہ بہت مقدار میں نہیں ہوتی۔ بلکہ روٹی یا چاول، شوربے دار سالنوں سے کھائے جاتے ہیں جن میں سالن کی مقدار کم اور روٹی چاول کی مقدار زیادہ ہوا کرتی ہے یا پھر میٹھا مٹھائیوں و دیگر مشروبات کی شکل میں نوش کیا جاتا ہے۔ روٹی استعمال کرنے والے لوگوں کی غذا میں زیادہ مقدار آٹے کی ہوتی ہے اور آٹا بھی عموماً بہت باریک چھان کر اس کی بھوسی الگ کردی جاتی ہے جن میں نشاستے کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہ اندازہ ہم کر چکے ہیں کہ ہر قسم کا نشاستہ جو کہ جسمانی ضروریات سے زیادہ ہو، چربی میں تبدیل ہو کر جسم میں جمع ہو جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لیے وزن کم کرنے کا پروگرام بناتے وقت نشاستہ کو نہیں بھولنا چاہیے۔

دوسری غلطی جو وزن کم کرنے والے افراد کرتے ہیں۔ وہ فاقہ کشی ہے یعنی غذا کو چھوڑ دینا یا ضرورت سے بہت کم کر دینا یہ بڑی سنگین غلطی ہے خصوصاً نوجوانوں میں، نوعمر لڑکیاں اس عمل سے بڑا نقصان اٹھا رہی ہیں۔ غذا جسم کے لیے ایک لازمی جز ہے اور اگر یہ متوازن اور صحیح مقدار میں نہ ملے تو کسی بھی شخص کا تندرست رہنا، اس کے جسم کی صحیح نشوونما ہونا ممکن ہی نہیں ہے غذا کو اپنی جسمانی ضروریات کے لحاظ سے تبدیل تو کیا جا سکتا ہے یا کسی حد تک کمی کی جا سکتی ہے مگر کھانے کے ناغے کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دبلا ہونا ایک الگ چیز ہے اور کمزور ہونا الگ بات ہے۔ بڑھے ہوئے وزن کے لوگوں کو دبلا ہونے کی جدوجہد کرنی چاہیے نہ کہ کمزور ہونے کی۔ چونکہ دبلا ہونے میں جسم کا تناسب اور چہرے کی رونق باقی رہے گی لیکن کمزور ہو جانے والے چہرے اور حلیے سے بیمار نظر آنے لگتے ہیں ان کی جلد اور ہونٹوں کی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے اور آنکھوں کی چمک زائل ہو کر ان کے اردگرد سیاہ حلقے نمودار ہو جاتے ہیں۔ بعض تو معدے کو خالی رکھ رکھ کر اس میں تیزابیت بڑھا لیتے ہیں اور نوبت معدے کے زخموں تک پہنچتی ہے یا یہ لوگ غذائی اجزاء کی کمی سے پیدا ہونے والے امراض میں گھر جاتے ہیں۔ ہمیشہ ہر معاملے میں فتح و کامرانی انہی لوگوں کا مقدر ہوتی ہے جو کہ تندرست وصحت مند ہوں اور وہی لوگ اچھے بھی لگتے ہیں جو کہ تندرست وصحت مند ہوں۔ جو چیزیں کسی شخص کو جاذب نظر بناتی ہیں ان میں جسم کے متناسب ہونے کے ساتھ اس کی صحت بھی ہے اور صحت نام ہے جلد کے پیچھے سے نظر آنے والے خون کا، پھرتی وچستی کا، ہمت

https://www.ashrafia.net

وحوصلے اور ہر مشکل کا آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کا۔

اب اگر کوئی شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے جسم خصوصاً پیٹ وکولھوں پر چربی جمع ہوگئی ہے تو اسے دو کام کرنے چاہئیں۔ پہلا یہ کے غذا میں چربی پیدا کرنے والی چیز یعنی نشاستہ کم کردیا جائے دوسرے جسم میں ان کا خرچ بڑھادیا جائے۔ خرچ محنت مشقت زیادہ کرکے یا ورزش کرکے بڑھایا جاسکتا ہے اور نشاستے والی اشیاء سے گریز کرکے کم کی جاسکتی ہے مگر یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ ہم نشاستہ والی چیزوں میں جو کمی کررہے ہیں مثال کے طور پر روٹی یا چاول یا شکر میں اگر کمی کی جارہی ہے تو اس کمی کو ایسی چیزوں سے پورا بھی کرلیا جائے جن میں نشاستہ نہیں ہے یا بہت کم ہے مثلاً اگر ہر کھانے میں ایک روٹی کم کردی جائے تو تازہ سبزیوں کی مقدار یا ابالی ہوئی سبزیاں بڑھادی جائیں۔ ان میں بھی زمین کے اندر پیدا ہونے والی ترکاریوں سے پرہیز کیا جائے۔ سلاد کے پتے، ٹماٹر، کھیرا، بند گوبھی اور ککڑی بہت مناسب رہیں گی۔ اگر ان سے طبیعت سیر ہو جانے کا خدشہ ہو تو کسی وقت یہ سبزیاں، ترکاریاں اور کسی وقت ابلا ہوا یا روسٹ کیا ہوا گوشت، مچھلی، یا دلیہ لیا جاسکتا ہے دالیں چھلکے کے ساتھ پکائی جائیں اور شکر بھی کم کردی جائے اس طرح وزن میں جو کمی ہوگی وہ یقیناً آہستہ آہستہ ہوگی مگر نہ تو فاقے کی مشقت برداشت کرنی ہوگی اور نہ ہی معدے میں تیزابیت اور اس سے پیدا ہونے والے امراض پیدا ہوں گے ساتھ ہی خون کی کمی اور کمزوری کی علامات چہرے پر نمودار ہوکر اچھی خاصی شخصیت کو معیوب نہیں بنا سکیں گی۔

منقبت بارگاہِ

امام اہلسنت شاہ **امام احمد رضا خان** فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

بہت ہی برتر و بالا مقام احمد رضا کا ہے
زمانہ کیا ہر اِک شیدا غلام احمد رضا کا ہے

نہیں لایا کوئی بھی دہر میں واللہ جواب اُس کا
بہت ہی معتبر فتویٰ امام احمد رضا کا ہے

جس کو پڑھ کے پا جائے سکوں واللہ دلِ مضطر
جہاں میں ہے، بہت مشہور کلام احمد رضا کا ہے

جسے کہتے ہیں دیکھو ہند کا نائبِ حساں
زمانے میں بہت اعلیٰ وہ نام احمد رضا کا ہے

مرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھو ہے کتنا کرم واللہ
دکھایا چہرۂ انور انعام احمد رضا کا ہے

رضا کا جو بھی باغی ہے، بتادو جا کے اے خورشید
پڑھے گا ہر کوئی شیدا، سلام احمد رضا کا ہے

https://www.ashrafia.net

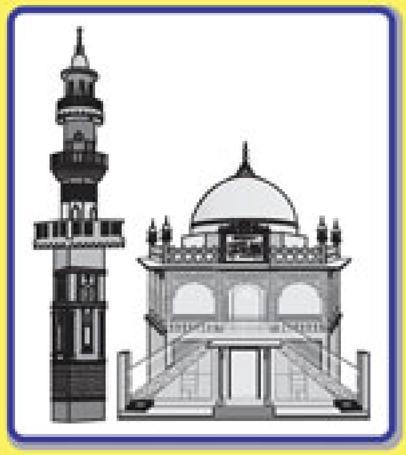

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

جامعہ طاہر اشرف:

21 جون بروز ہفتہ صبح 11 بجے جامعہ طاہر اشرف میں اساتذہ اور تمام شعبہ جات کے طلبہ کے لیے خصوصی نشست کا اہتمام ہوا جس سے مہتمم جامعہ طاہر اشرف مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل طلبہ نے تلاوتِ قرآن اور نعت پیش کی۔ آپ نے اپنے خطاب میں ”طالبِ علم کی خصوصیات اور اس کی زندگی“ کے مختلف پہلو پر گفتگو فرمائی۔ ساتھ ساتھ اساتذہ کرام کو بھی طلبہ میں علمی شوق پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹے یہ نشست جاری رہی آخر میں صلوٰۃ وسلام اور دعا ہوئی۔

سالانہ 9 روزہ محافل محرالحرام:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی یکم محرم الحرام سے شبِ عاشورہ تک 9 روزہ محافل محرم الحرام کا اہتمام ہوا۔ جو کہ حلقہ اشرفیہ پاکستان اور جامع مسجد امیر حمزہ (ٹرسٹ) کی جانب سے منعقد کیا گیا۔ محفل کا اہتمام جامع مسجد امیر حمزہ کے وسیع و عریض صحن میں ہوا۔ جس میں روزانہ کی بنیاد پر کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے شرکت کی۔ الحمد للہ! یہ پروگرام اپنی نوعیت کا ایک منفرد پروگرام ہوتا ہے اور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی 9 روز تک باقاعدہ مختلف موضوعات پر مدلل اور مفصل گفتگو فرماتے ہیں۔ محرم الحرام کی 9 روزہ محافل کرتے ہوئے آپ کو اس سال 24 سے 25 سال مکمل ہو چکے ہیں۔ اس مرتبہ ”سیرتِ آئمہ مجتہدین اور ذکرِ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین“ کے عنوان سے ان محافل کا انعقاد کیا گیا۔

پہلے روز آپ نے سراج الآئمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زندگی پر گفتگو فرمائی اور فقہ حنفی کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ دوسرے روز حضرت امام مالک، تیسرے روز حضرت امام شافعی، چوتھے روز حضرت امام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین چاروں آئمہ مجتہدین کی زندگی پر، ان کی سیرت و کارناموں مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔

پانچویں روزے سے ذکرِ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے ابوالحسن شاہِ زمن حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس کے بعد خاتونِ جنت

https://www.ashrafia.net

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور 8 محرم الحرام کو شہزادۂ سیدِ کونین امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ پر گفتگو فرمائی۔ آخری دن شبِ عاشورہ جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت میدانِ کربلا کے پس منظر کو مفصل طور پر بیان کیا۔ الحمد للہ! یوں یہ 9 روزہ محافل محرم الحرام نگاہِ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدقے بخیر و عافیت مکمل ہوئیں۔ الحمد للہ! روزانہ لنگر کا بھی اہتمام رہا۔ خواتین نے بڑی تعداد میں محافل میں شرکت کی آخری دن حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے تمام رفقاء اور خصوصاً تمام منتظمین (جنہوں نے خواتین وحضرات میں سیکورٹی اور لنگر کا انتظام سنبھالا) کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور ان کے لیے خصوصی دعا بھی فرمائی۔

محفلِ ذکرِ امام حسین رضی اللہ عنہ:

4 جولائی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد مصطفیٰ، مصطفیٰ آباد نزد شاہ فیصل، ملیر میں عظیم الشان محفل کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان، صحابہ کرام اور اہلبیت کے درمیان محبت پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ الحمد للہ! یہ پروگرام ہر سال منعقد ہوتا ہے اور گزشتہ سالوں میں حضرت علامہ مفتی عبد الوارث قادری اشرفی علیہ الرحمہ ان پروگراموں کو سجایا کرتے تھے۔ اب ان کی جگہ ان کے برادر حضرت علامہ مفتی عبد الصمد قادری اشرفی مدظلہ العالی ان محافل کو سجا رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان دونوں کے درجات کو بلند فرمائے اور مسلک حق اہلسنت کی جو خدمات ہیں اس پر بہترین صلہ عطا فرمائے۔

دو روزہ محافل محرم الحرام:

3 اور 4 جولائی بروز جمعرات اور جمعہ کو ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں دو روزہ محافل محرم الحرام منعقد کی گئی۔ جس کا اہتمام غوثیہ مسجد (ٹرسٹ) کی جانب سے کیا گیا۔ پہلے روز مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور دوسرے روز صاحبزادہ سید حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا دونوں روز کثیر تعداد میں عوام اہلسنت نے شرکت کی آخر میں شربت کا اہتمام بھی کیا گیا

3 روزہ محافل محرم الحرام:

8،9،10 محرم الحرام کو ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد محمدی فردوس کالونی میں 3 روزہ محافل بسلسلہ ذکرِ اہلبیت و شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ منعقد کیا گیا۔

جس میں پہلے روز صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا۔

دوسرے روز جامع مسجد ہذا کے خطیب مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا۔

تیسرے روز ابوالحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا، یوں یہ 3 روزہ محافل محرم الحرام احسن طریقے سے مکمل ہوئیں۔

https://www.ashrafia.net

ذکرِ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین:

6 جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد قادری، خاموش کالونی میں ہر سال کی طرح اس سال بھی ذکرِ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلے میں عظیم الشان محفل منعقد کی گئی۔ جس سے خصوصی خطاب ابوالحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید محمود اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید علی المرتضیٰ اشرف جیلانی نے ہدیہ نعت و مناقب پیش کی۔ آپ نے اپنے خطاب میں اہلبیت کی شان اور امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ،صبر و استقلال اور میدانِ کربلا میں جرأت و بہادری پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد لنگر کا اہتمام ہوا۔

سالانہ مخدوم سمنانی قدس سرہ کانفرنس:

11 جولائی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نورانی G-11 نیو کراچی میں مخدومِ سمنانی قدس سرہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید علی المرتضیٰ اشرف جیلانی نے نعت و مناقب کا نذرانہ پیش کیا۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے حضرت مخدومِ سمنانی قدس سرہ کی سیرت و کرامات پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے بارگاہِ مخدومی میں ہدیہ منقبت پیش کی بعد ازاں صلوٰۃ وسلام اور خصوصی دعا ہوئی۔

محفل نعت و بیان:

13 جولائی بروز اتوار بعد نمازِ مغرب محفل نعت و بیان بسلسلہ سالانہ فاتحہ مرید سرکارِ کلاں جناب محمد الیاس اشرفی (مدفونِ مدینہ) کے سلسلے میں محفل منعقد کی گئی۔ جس میں جناب محمود الحسن اشرفی خاور نقشبندی، حافظ بلال قادری و دیگر ثناخواں نے شرکت کی حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا اور مدینہ منورہ میں مرنے والوں کے لیے احادیث میں جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں اس کے بارے میں مفصل گفتگو فرمائی۔ محفل کے اختتام پر مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دعا فرمائی۔

ریڈیو پاکستان:

14 جولائی بروز پیر صبح 11 بجے حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی ریڈیو پاکستان تشریف لے گئے اور ہر ماہ کی طرح 4 پروگرام بسلسلہ دروسِ حدیث ریکارڈ کرائے۔ الحمدللہ! کئی سال سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور مختلف اوقات میں FM93 سے صبح بعد نمازِ فجر دروسِ حدیث نشر کیے جاتے ہیں۔ عوام الناس ان کو سن کر دینی علم کو حاصل کرتے ہیں۔